ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

33

www.tanzeem.org

26 شعبان تا 2 رمضان المبارک 1430ھ / 18 تا 24 اگست 2009ء

دن کا روزہ، رات کا قیام

قارئین!! رمضان ہدایت کا مہینہ ہے اور قرآن ہدایت کی کتاب۔ دن کے روزے اور رات کے قیام میں بہت گہرا تعلق ہے۔ کھانا اور سو لینا دنیا کا بے کار مشغلہ ہے۔ یہ دنیا اگر کھانا اور سونا کبھی چھوڑ بھی دیتی ہے تو اس کے پیچھے کوئی اعلیٰ مقصد نہیں ہوتا۔ یہاں کھانے کی قربانی تقریباً کھانے کے لیے ہی ہوتی ہے۔ ہدایت دراصل یہ ہے کہ آدمی جینے کی غرض جانے اور اعلیٰ زندگی کا راز پائے۔ ”تقویٰ“ اس اعلیٰ اور ارفع زندگی کا ہی دوسرا نام ہے۔ یوں سمجھو کہ روزے اور قیام کی ایک ماہ کی محنت بس اسی مقصد کے لیے ہے۔ اس عمل سے اگر ہدایت کا یہ احساس برآمد نہ ہوا، بلند مقصد کے لیے جینے اور مرنے کا حوصلہ پیدا نہ ہوا، اس ایک ماہ میں اگر بندگی کا عہد پختہ نہ ہوا، اپنے روزوں کی شکل میں اللہ کو ہم اگر اپنا آپ پیش نہ کر سکے تو بھائیو! اللہ کو غلے اور اناج کی کمی تو درپیش نہیں! اس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ عبادت جو ہے ہی ایک مقصد کا نام، وہ ہمارے ہاتھوں بے مقصد ہو کر رہ جائے! تب اسے عبادت کہا ہی نہیں جا سکتا۔ اسی لیے امام ابن تیمیہؒ ایسے عمل کے لیے عادت کا لفظ بہتر قرار دیتے ہیں! عبادت تو وہ ہے جو آپ کو بندگی کے احساس کے ساتھ اللہ کے سامنے بے حس و حرکت کھڑا کر دے اور اس (عبادت) کے بار بار کرنے پر بندگی کے اصل رشتے کی خود بخود تجدید ہوتی رہے، بندگی کے اس رشتے کی تجدید، جو کہ اصل ایمان ہے۔

صیام اور بندگی کے معانی

حامد کمال الدین

اس شمارے میں

رمضان، قرآن اور پاکستان

عزت و کامرانی کا راستہ

روزہ اور ترکِ گناہ

ناظمہ علیا تنظیم اسلامی سے انٹرویو

ایک عظیم خوشخبری

جنگ کے پس پردہ اصل جذبہ

اسلام آباد میں امریکی سفارتخانہ یا فوجی چھاؤنی؟

دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سورۃ الاعراف
(آیات:163، 164)

الھدیٰ (385)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿١٦٣﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ ۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿١٦٤﴾﴾

”اور اُن سے اُس گاؤں کا حال تو پوچھو جو لبِ دریا واقع تھا۔ جب یہ لوگ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے (یعنی) اُس وقت کہ اُن کے ہفتے کے دن مچھلیاں اُن کے سامنے پانی کے اُوپر آتیں اور جب ہفتے کا دن ہوتا تو نہ آتیں۔ اسی طرح ہم اُن لوگوں کو اُن کی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے۔ اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت عذاب دینے والا ہے تو اُنہوں نے کہا اس لیے کہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت کر سکیں گے اور عجب نہیں کہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں۔“

یہ اصحاب سبت کا ذکر ہے۔ مشہور یہی ہے کہ یہ واقعہ ایلات کی بندرگاہ پر پیش آیا تھا۔ یہ وہی بندرگاہ ہے جس کا گھیراؤ مصر کے صدر ناصر نے 1966 کی عرب اور اسرائیل جنگ کے دوران کیا تھا۔ یہاں مچھیروں کی قوم آباد تھی۔ وہ سمندر کے کنارے رہتے تھے۔ چھ دن تو وہ شکار کر سکتے تھے مگر ہفتے کے روز اُن کے مچھلی پکڑنے پر پابندی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو بھی چھٹی حس (Sixth Sense) دے رکھی ہے۔ مچھلیوں کو بھی پتہ چل گیا کہ ہفتہ کا ایسا دن ہے کہ اُس دن کوئی ہمیں ہاتھ ہی نہیں لگاتا۔ چنانچہ اس دن مچھلیاں مچھیروں کے پاس سطح آب پر آجاتی تھیں اور اچھل کود کرتیں، چھلانگیں لگاتیں اور اٹھکیلیاں کرتیں۔ وہ دیکھتے، مگر کچھ نہ کر سکتے تھے کہ شکار پر پابندی تھی۔ پھر ایسا بھی تھا کہ جس دن ہفتہ نہ ہوتا (یعنی باقی چھ دنوں میں) مچھلیاں دور گہرے پانی میں چلی جاتیں، لہٰذا مچھلیوں کا پکڑنا آسان نہ ہوتا۔ کیونکہ اُس وقت کے انسان کے پاس ایسے آلات نہ تھے کہ گہرے پانی سے مچھلیاں پکڑ سکتا۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اس لئے تھا تاکہ ہم انہیں ایک بڑی آزمائش میں ڈال کر دیکھیں کہ یہ لوگ کتنے ثابت قدم رہتے ہیں، شریعت کی پابندی کو برداشت کرتے ہیں یا شریعت کے ساتھ تمسخر کا انداز اختیار کرتے ہیں۔

ہفتے کے دن مچھلی کے شکار کی پابندی لوگوں کو گوارا نہ تھی، مگر وہ پابندی کو توڑ بھی نہ سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایک ترکیب نکالی۔ اور اپنے تئیں یہ خیال کیا کہ اس طرح کرنے سے شکار نہ کرنے کی پابندی بھی برقرار رہے گی اور ہم شکار پکڑ بھی لیں گے۔ ترکیب یہ تھی کہ وہ ہفتے کے روز ساحل کے ساتھ ساتھ گڑھے کھود دیتے۔ اُن میں پانی کے ساتھ مچھلیاں بھی آجاتیں۔ شام کے وقت وہ گڑھوں سے پانی کی واپسی کا راستہ بند کر دیتے اور اتوار کے دن جا کر اُن گڑھوں سے مچھلیاں پکڑ لیتے۔ یوں انہوں نے شریعت کے ساتھ استہزا کا ارتکاب کیا۔ حالانکہ حکم یہ تھا کہ وہ ہفتے کے چھ دن تو دنیا کا کاروبار کریں مگر ایک دن بالکل فارغ رکھیں جس میں اللہ کی یاد ہو، ذکر و فکر اور عبادت ہو، تورات کا سیکھنا سکھانا ہو، مگر انہوں نے اس دن کو گڑھے کھودنے میں گزار کر حکمِ شریعت کی روح ضائع کر دی۔

اس معاملے میں قوم تین حصوں میں بٹ گئی۔ ایک وہ لوگ تھے جنہوں نے جری ہو کر اس جرم میں باقاعدہ حصہ لیا۔ دوسرے وہ تھے جنہوں نے جرم میں حصہ تو نہیں لیا مگر وہ جرم کرنے والوں کو منع بھی نہیں کرتے تھے، بلکہ خاموش رہتے تھے۔ تیسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے جرم میں حصہ بھی نہیں لیا اور وہ مجرموں کو شریعت کی پابندی توڑنے سے منع کرتے تھے۔ تو اُن لوگوں سے جب درمیانی قسم کے لوگوں نے کہا کہ تم ان لوگوں کو کیوں وعظ کرتے ہو اور اپنے آپ کو ہلکان کر رہے ہو۔ تم نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے کرتے تھک گئے ہو۔ یہ قوم اب ماننے والی نہیں۔ اللہ ان کو ہلاک کر کے رہے گا یا پھر انہیں سخت عذاب دے گا۔ اس لئے تمہارا انہیں روکنا بے سود ہے۔ اس پر مجرموں کو فعلِ بد سے روکنے والے جواب دیتے کہ یہ ہم اس لئے کر رہے ہیں کہ کم از کم اللہ کے حضور عذر تو پیش کر سکیں گے کہ اے پروردگار ہم آخری وقت تک انہیں روکتے رہے اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ پھر اس بات کا امکان بھی بہر حال موجود ہے کہ ہماری نصیحت اُن پر اثر کرے اور ہو سکتا ہے وہ تائب ہو جائیں اور اُن کے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔

فرمان نبوی ﷺ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

دین میں نیا کام ایجاد کرنے والا مردود ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) (متفق علیہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو پہلے اس میں موجود نہیں تو وہ مردود ہے۔“

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان، قرآن اور پاکستان

رمضان، قرآن اور پاکستان محض ہم قافیہ الفاظ نہیں ہیں، حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے کسی دوسرے گوشے میں بسنے والے مسلمانوں کی نسبت مسلمانانِ پاکستان کا رمضان اور قرآن سے اضافی تعلق بھی ہے، وہ اس لیے کہ پاکستان رمضان کی اس شب میں قائم ہوا، جس کے بارے میں گمانِ غالب ہے کہ وہ لیلۃ القدر ہی ہے جسے قرآن نے نزولِ قرآن کی شب ہونے کی بنا پر ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا۔ اگرچہ 1946ء کے انتخابات میں مسلم لیگ یہ ثابت کر چکی تھی کہ وہ برصغیر کے مسلمانوں کی حقیقی نمائندہ جماعت ہے۔ لیکن پھر بھی 1947ء کے آغاز میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت پاکستان اسی سال دنیا کے نقشہ پر حقیقت بن کر اُبھر سکے گی۔ انگریز حاکموں اور برصغیر کی بڑی قوم ہندو کی شدید ترین مخالفت کے باوجود اس کا قائم ہو جانا ہی کچھ ناقابلِ فہم سا محسوس ہوتا ہے۔ لیکن تشکیلِ پاکستان کے تاریخی واقعات کو مرحلہ وار دیکھیں تو اس سال ستائیس رمضان المبارک کی نصف شب کے قریب قیامِ پاکستان کا اعلان خالصتاً کن فیکون کا مظہر محسوس ہوتا ہے۔ 1940ء کی قراردادِ لاہور میں پاکستان کا ذکر نہیں تھا بلکہ اس میں آزاد مسلمان ریاستوں کا ذکر ہے۔ اس پس منظر میں ایک ہزار میل سے زائد زمینی فصل رکھنے والے دو حصوں پر مشتمل ایک ریاست کا قائم ہو جانا معجزہ محسوس ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے پاکستان کو بجا طور پر مملکت خداداد کہا جاتا ہے۔ لیکن رمضان اور قرآن کے ساتھ مسلمانانِ پاکستان نے کیا سلوک کیا، یہ ایک دل فگار کہانی ہے۔ رمضان کو تاجروں، سٹاکسٹوں اور صنعت کاروں نے لوٹ کھسوٹ اور چور بازاری کا مہینہ بنا لیا۔ حکومت کا حال یہ ہے کہ گراں فروشی کے الزام میں چھوٹے چھوٹے دکانداروں اور کریانہ فروشوں کو گرفتار کر رہی ہے اور اپنی گراں فروشی کا یہ عالم ہے کہ دنیا بھر میں تیل انتہائی سستا ہو گیا لیکن پاکستان میں عدلیہ کی مداخلت کے باوجود تیل کے نرخ میں جو کمی کی گئی اُسے عوام سے مذاق ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان بنا کر ہندو سے ہزار سالہ رفاقت ختم کی، اس کی دشمنی مول لی اور نتیجہ کے طور پر ہندو کے ہاتھوں لاکھوں مسلمان بے گھر ہوئے، بے شمار قتل ہوئے اور ان گنت مسلم خواتین کی بے حرمتی ہوئی، یعنی پاکستان پر جان، مال اور عزت جو انسان کا کل سرمایہ ہوتا ہے، سب کچھ لٹا دیا۔ ”پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ“ اتنا پرکشش نعرہ تھا اور نظریۂ پاکستان کی اصطلاح اتنی دلپذیر تھی کہ یہ قربانیاں حقیر محسوس ہوتی تھیں۔ نظریۂ پاکستان یعنی اسلام کے یوں تو دو بنیادی ماخذ ہیں قرآن اور حدیث، لیکن یہ دو بھی اس طرح اکائی بن جاتے ہیں کہ حضور ﷺ قرآن مجسم اور قرآنِ ناطق بھی تو کہلاتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ایک حدیث کے مطابق قرآن سیرتِ رسول ﷺ اور خلقِ رسول ﷺ ہی کا تو بیان ہے۔ یعنی قرآن دینِ متین کا اصل منبع، سرچشمہ اور ماخذ ہے۔ لہٰذا نظریۂ پاکستان کی آبیاری کے لیے پاکستان میں جو پہلا کام ہونا چاہیے تھا، وہ یہ تھا کہ قرآن کی تعلیم کو عام کیا جاتا، قرآن کی زبان کو سیکھا اور سکھایا جاتا۔ آخر انگریزی زبان میں مہارت حاصل کی جا سکتی ہے تو قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے عربی کیوں نہیں سیکھی جا سکتی۔ اگرچہ قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ اسے سمجھے بغیر بھی پڑھا جائے تو ایک لطف، سرور اور کیف محسوس ہوتا ہے، لیکن عملی زندگی میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر صراطِ مستقیم پر چلنے کے لیے احکاماتِ قرآنی کو اپنا امام بنانے کی ضرورت تھی۔ اس کے حکم پر عمل کیا جاتا اور اس کے روکے رکا جاتا۔ لیکن صد افسوس کہ عوامی اور حکومتی دونوں سطحوں پر عملی زندگی سے اسلام کو خارج کر دیا گیا۔ ہم مصنوعی روشنیوں کے ذریعے عزت و وقار کا راستہ ٹٹولنے کی کوشش کر رہے ہیں اور فطری روشنی کے مینار قرآن مجید پر ریشمی جزدانوں کے بے شمار غلاف ڈال دیتے ہیں اور شعوری یا غیر شعوری طور پر کوشاں ہیں کہ حق کو دبیز ریشمی پردوں میں چھپا دیا جائے۔ نتیجتاً ہم صراطِ مستقیم سے بہت دور ہو چکے ہیں۔ اسلام کے عادلانہ نظام کو اپنانا تو دور کی بات ہے، ہم عام انسانی اخلاقیات سے بھی عاری ہو چکے ہیں۔ ظلم، ناانصافی، کرپشن، خیانت، جھوٹ، بددیانتی اور منافقت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا۔ اپنے معاشرے پر نگاہ ڈالیں، سیاسی اور معاشی سطح پر ہماری کوئی کل سیدھی نہیں۔ بیرونِ ملک ہماری پہچان ایک بھکاری ملک کی ہے۔ دولت اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم نے طبقاتی خلیج کو بہت وسیع کر دیا ہے۔ یا وہ لوگ ہیں جو نزلہ و زکام کے علاج کے لیے یورپ میں ہسپتال بک کرواتے ہیں اور اپنے کتوں کے لیے ایئر کنڈیشنڈ کمرے تعمیر کرواتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو بھوک اور بیماری کے ہاتھوں رسی باندھ کر چھت سے جھول جاتے ہیں۔ (باقی صفحہ 18 پر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — شمارہ 33

26 شعبان تا 2 رمضان المبارک 1430ھ

18 تا 24 اگست 2009ء

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلسِ ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 5869501-03 فیکس: 5834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان

انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

معراج

دے ولولۂ شوق جسے لذّتِ پرواز — کرسکتا ہے وہ ذرّہ مہ و مہر کو تاراج!
مشکل نہیں یارانِ چمن! معرکۂ باز — پُرسوز اگر ہو نفسِ سینۂ درّاج
ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ہے ثریا — ہے سرِّ سراپردۂ جاں نکتۂ معراج
تو معنیِ وَالنّجم نہ سمجھا تو عجب کیا — ہے تیرا مدوجزر ابھی چاند کا محتاج

نظم کا عنوان بتا رہا ہے کہ اس کا تعلق معراج النبیؐ سے ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیات میں آنحضورؐ کے مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک رات کے کچھ حصے میں سفر کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۃ النجم کی آیات اور بعض احادیث میں اس آسمانی سفر کی تفصیلات ملتی ہیں۔

(1) یہاں علامہ اقبال معراج کی تفصیل میں نہیں گئے، بلکہ بے یقینی کو یقین کی دولت سے مالا مال کرنے کے لیے کچھ نکتے بیان فرما رہے ہیں، جن سے نتیجہ نکلتا ہے کہ واقعۂ معراج فی الحقیقت پیش آیا تھا۔ پہلے شعر میں وہ کہتے ہیں کہ اگر ایک معمولی ذرہ بھی ارادہ کرلے کہ وہ پرواز کرے گا اور اس کے پیچھے اُس کا شوق اور ولولہ بھی کار فرما ہو تو وہ ذرہ چاند اور سورج کو مسخر کرسکتا ہے۔

(2) پہلے شعر میں علامہ نے جو کچھ کہا ہے، اُسے مزید تقویت دینے کے لیے ایک مثال پیش کی ہے۔ یہ کہ اگر تیتر کا سینہ اپنے اندر پُرسوز حرارت بھرا سانس رکھتا ہو تو اُس کے لیے باز سے مقابلہ کرنا یا اُس سے جنگ کرنا مشکل نہیں۔ مُراد یہ ہے کہ عشق معمولی طاقت والی شے کو بھی طاقتور بنا دیتا ہے اور اعلیٰ مقامات تک پہنچا دیتا ہے۔

(3) ناوک: تیر۔ ہدف: نشانہ۔ ثُریا: ستارہ، جو انتہائی بلندی پر ہے۔ سِرّ: بھید۔ سراپردہ: گھر، خلوت خانہ، نکتہ: باریک بات۔

مسلمان کو اگر تیر سمجھو تو نشانہ اُس کا آسمان کی بلندی پر ستارہ ثریا ہے۔ معراج النبیؐ کے واقعے کے اندر جو باریک بات یا رمز پوشیدہ ہے، وہ یہ ہے کہ معراج بندۂ مومن کی جان کے خلوت خانے کا بھید ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح نبی کریمؐ شبِ معراج (بشر، یعنی اللہ کے بندے ہوتے ہوئے) سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے کی سیر کر آئے، اسی طرح مسلمان بھی اگر اللہ کا صحیح بندہ بن جائے تو وہ بھی آسمانوں کی تسخیر کر سکتا ہے۔ واقعۂ معراج ہمیں یہ بھید بتا رہا ہے کہ جو مسلمان بھی اللہ کا بندہ بن کر اپنے اندر ولولۂ شوق پیدا کرے گا، وہ تسخیرِ کائنات کا موجب بن جائے گا۔

(4) ''والنجم'' قسم ہے ستارے کی، یہ قرآن کی ایک سورت کا نام بھی ہے اور اُس کا آغاز بھی، جس میں معراج النبیؐ کے اجمالی اشارے موجود ہیں۔ مدوجزر: چاند کی چودھویں رات کو، جب چاند اپنے عروج پر ہوتا ہے تو اُس کی کشش سے سمندروں میں جوار بھاٹا پیدا ہوتا ہے۔

علامہ اقبال نے اس شعر میں مسلمان سے شکایت کی ہے اور اُسے اُس کی غلطی کا احساس دلایا ہے کہ اے مسلمان! تو نے سورۃ النجم کی آیات کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ جس طرح سمندر میں جوار بھاٹے کا پیدا ہونا چاند کی عروجی کیفیت کا محتاج ہوتا ہے، اسی طرح تیرا سورۃ النجم کی حقیقت معلوم کرنا تیرے ولولے، شوق اور تیرے عشق کا محتاج ہے، جس سے تو آج محروم ہو چکا ہے۔ اے مسلمان! تو بھی اگر اپنے اندر ایمان اور عشق کی صحیح کیفیت پیدا کرے تو ماہ و مہر اور انجم و سپہر کو تسخیر کرسکتا ہے۔

شائقین علوم قرآنی کے لیے خوشخبری
ماہ رمضان کی راتیں قرآن کے ساتھ بسر کرنے کا بہترین موقع!
ان شاء اللہ یکم رمضان المبارک سے
قرآن اکیڈمی
حلیم ٹاورز نزد سٹی یونیورسٹی
نشتر آباد جی ٹی روڈ پشاور میں
محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کے خلف الرشید
امیر تنظیم اسلامی
حافظ عاکف سعید
نماز تراویح کے ہمراہ ترجمۂ قرآن
مع مختصر تشریح کروائیں گے
خواتین کے لیے شرکت کا باپردہ اہتمام ہوگا
نوٹ: نماز عشاء (پرانے وقت کے مطابق)
ٹھیک 8:45 پر کھڑی ہوگی
انجمن خدام القرآن، سرحد، پشاور
A-18 ناصر مینشن، ریلوے روڈ نمبر 2، شعبہ بازار پشاور، فون: (091)2584624,2214495

عزت وکامرانی کا راستہ: تعمیل و نفاذ شریعت

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کو نافذ کرنا اللہ کی زمین میں چالیس روز کی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔"

مسجد دارالسلام باغِ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 7 اگست 2009ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ المائدہ کی آیات کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! سورۃ المائدہ کا دسواں رکوع ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ اس کی چند آیات جو ہم پڑھ چکے ہیں، آج انہی آیات کے حوالے سے گفتگو ہوگی۔ نفاذِ شریعت کی برکات و ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے یہاں فرمایا گیا کہ اگر اہل کتاب اللہ کی نازل کردہ کتاب تورات اور انجیل کو قائم کرتے، اُن کی تعلیمات پر خود بھی عمل پیرا ہوتے اور احکام الٰہی کو نافذ کرتے تو ان کے لیے زمین بھی اپنے خزانے اگل دیتی اور آسمان سے بھی برکات کا نزول ہوتا۔

شریعت کا نفاذ مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ شریعت نافذ کر کے جہاں ایک طرف تو وہ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں گے، دوسری جانب وہ اُس کے ثمرات اور نتائج سے بھی متمتع ہوں گے۔ نظامِ شریعت کا نفاذ درحقیقت معاشی استحکام، خوشحالی اور برکات کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ جو لوگ شریعت پر عمل کریں اور اُسے نافذ کریں گے، اس کا اصل اجر تو وہ آخرت میں پائیں گے کہ انہیں عظیم خسارے اور تباہی سے بچا کر جنت میں داخل کیا جائے گا، لیکن دنیا میں بھی اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ نظامِ شریعت کی بدولت اُن کے لیے خوشحالی اور خیر و برکت ہوگی۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کو نافذ کرنا اللہ کی زمین میں چالیس روز کی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔" (سنن ابن ماجہ)

شریعت کی تعمیل و تنفیذ کی راہ میں آزمائشیں تو آئیں گی، اس لئے کہ یہ دنیا دارالامتحان ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی جو شریعت کے بتائے ہوئے ضابطے پر چلتا ہے، دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی کاروبار میں خسارے کا شکار ہو جائے، لیکن مجموعی طور پر جس معاشرے میں بھی شریعت کی پاسداری ہوگی، جس ریاست میں بھی قوانین شریعت کا نفاذ ہوگا، وہاں خوشحالی اور برکت ہوگی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

آج ہماری حالت یہ ہے کہ خوشحالی کو ترس رہے ہیں۔ معاشرے میں مصنوعی خوشحالی تو ہے، جس کے تحت ایک مخصوص طبقہ عیاشی کر رہا ہے، ہر قسم کے وسائل اُس کے تصرف میں ہیں، لیکن ملک کی غالب اکثریت کا حال یہ ہے کہ بنیادی ضروریات زندگی سے محروم، خط غربت سے بھی نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ معاشرے میں کرپشن اور سٹریٹ کرائمز کی بھی ایک اہم وجہ یہی ہے۔ ظاہر ہے، جن لوگوں کے پاس روزگار نہیں، یا جن کے وسائل اتنے محدود ہیں کہ اُن کی بنیادی ضرورتیں بھی پوری نہیں ہوتیں، وہ لامحالہ روزی روٹی کے لیے ناجائز ذرائع اختیار کریں گے۔ آپ کی حکومت تو آپ کی کسی بھی چیز کی ذمہ دار نہیں ہے، نہ روزگار، نہ تعلیم، نہ علاج معالجہ۔ اسی طرح عدل و انصاف عنقا ہے۔ وسائل دولت پر ایک خاص طبقہ کی اجارہ داری سے دولت اُسی کے اندر گردش کر رہی ہے۔ اب باہر سے جو چار ارب ڈالر حاصل کیے گئے ہیں، وہ بھی اسی مراعات یافتہ طبقہ کے ذاتی کھاتوں میں جائیں گے۔ غریب کو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، بلکہ اُس کا تو اور خون نچوڑا جائے گا۔ آئی ایم ایف ہمیں ڈکٹیٹ کرائے گا کہ فلاں فلاں چیزوں پر سبسڈی ختم کردو اور فلاں فلاں ٹیکس کا اضافہ کردو۔ اور ہم جو قرض کی مے پینے کی عادی ہو چکے ہیں، اس کے "حکم" کی تعمیل کریں گے۔ جب حالات اس قسم کے ہوں، معاشی ابتری کا یوں دور دورہ ہو تو آپ اس بات کی توقع کیونکر کر سکتے ہیں کہ معاشرے سے کرپشن، چوری، ڈکیتی وغیرہ کا خاتمہ ہو جائے اور ہمیں سٹریٹ کرائمز سے نجات مل جائے ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

اللہ تعالیٰ نے تو شریعت کے نفاذ پر خوشحالی اور برکات کا مژدہ سنایا ہے، لیکن ہمارا معاملہ یہ ہے کہ شریعت سے روگردانی کر کے ہم زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں خوشحالی کی ضرورت نہیں۔ ہمارے عوام بھوکے مرتے ہیں تو مرتے رہیں، خودکشیاں ہوتی ہیں تو ہونے دو، ہم شریعت نافذ نہیں کر سکتے۔ یہ اسی طرح کی بات ہے جو نبی کریم ﷺ نے اُن مسلمانوں کے جنت میں جانے سے انکار کے حوالے سے فرمائی، جو آپؐ کی سنت کو اختیار نہیں کرتے۔ آپؐ نے فرمایا:

"میرے تمام امتی جنت میں جائیں گے، سوائے اُن کے جنہوں نے خود ہی انکار کیا۔"

(صحابہ کرامؓ کی جانب سے حیرت کے عالم میں) پوچھا گیا: (یارسول اللہ ﷺ) وہ کون ہے جو (جنت میں جانے سے) انکار کرے؟

آپؐ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، وہ جنت میں داخل ہو جائے گا، اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے (گویا جنت میں جانے سے) انکار کر دیا"۔

ان آیات میں ایک اور مفہوم بھی ہے، اور وہ اہل کتاب کے لیے یہ خاص پیغام ہے کہ ایمان مکمل تب ہوگا جب تم نبی آخرالزماںؐ پر بھی ایمان لاؤ گے، پھر ہی اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ اور یہ کہ اگر تم آپؐ پر ایمان لے آؤ، تو تم پر واضح ہو جائے گا کہ دین کا بنیادی پیغام ایک ہی ہے، یعنی رب کی دھرتی پر رب کے نظام کا نفاذ۔ یہی دستور حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دیگر انبیاء و رسل کو دیا

گیا تھا اور یہی قرآن کی شکل میں امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو دیا گیا ہے۔

یہاں ہمارے لئے بھی ایک پیغام ہے، وہ یہ کہ آخرت کی کامیابی کے لیے صرف مسلمان ہو جانا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ راہ شریعت پر چلنا بھی ضروری ہے۔ متذکرہ بالا حدیث سے بھی واضح ہو گیا کہ آخرت میں کامیابی آپؐ کی اطاعت میں ہے۔ اگر ہم اطاعت رسولؐ سے غافل ہیں تو گویا خود ہی جنت میں جانے سے انکاری ہیں۔ مومن کی مثال ایک گھوڑے کی سی ہے جو کھونٹے سے بندھا ہوا ہے۔ اللہ نے صحیح اور غلط راستہ واضح کر دیا ہے اور آزادی اور پابندی کی حدود متعین کر دی ہیں۔ اگر ہم شریعت کی پابندی کو قبول کرتے ہوئے زندگی کی شاہراہ پر چلتے ہیں، ایمان کے عملی تقاضوں کو پورا کرتے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتے ہیں تو پھر جنت اللہ نے ہمارے لیے ہی بنائی ہے۔ ہمیں آخرت میں کامیابی ملے گی۔ لیکن اگر ہم نے اس کے برعکس روش اپنائی، یعنی شریعت کی پیروی کی بجائے اُس سے بے وفائی اور غداری کا شیوہ اپنایا تو پھر یاد رکھئے، آخرت میں نہ کوئی فدیہ اور مال و اولاد کام آئے گی اور نہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی سفارش ہوگی۔ یہ تو آخرت کا معاملہ ہے۔ دنیا میں بھی بحیثیت مجموعی شریعت کے ساتھ مسلمانوں کی روش کے مطابق اُن کے ساتھ معاملہ کیا جائے گا۔ اگر انہوں نے شریعت نافذ کی تو اللہ انہیں خوشحالی اور برکات سے نوازے گا، انہیں سربلند کرے گا، بصورت دیگر ذلت رسوائی کے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس وقت دنیا میں 57 مسلمان ممالک موجود ہیں، لیکن کہیں بھی شریعت نافذ نہیں ہے۔ اسی جرم کی بنا پر اللہ کی رحمت ہم سے روٹھی ہوئی ہے۔ ہم بظاہر آزاد ہیں، مگر عملاً اور حقیقتاً امریکہ کے محکوم اور غلام بن چکے ہیں، وہ امریکہ جو اسلام کی روشنی کو مٹا دینا چاہتا ہے۔ ہماری غلامی کا مظہر یہ ہے کہ وہی ہماری خارجہ بلکہ داخلہ پالیسیاں طے کرتا ہے۔ ہمارے حکمران اسی کی مرضی اور این او سی کے بعد آتے ہیں۔ باقی مسلم دنیا سے قطع نظر صرف اپنے ملک پر نگاہ ڈالئے، معین قریشی، شوکت عزیز اور یہ آپ کے وزیر داخلہ رحمٰن ملک کہاں سے آئے۔ یہ آسمان امریکہ ہی سے تو ٹپکے ہیں۔ ان کا براہ راست رابطہ امریکہ سے ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے ذریعے امریکہ ہمیں ڈکٹیٹ کراتا ہے۔ اور ہم اس کی ڈکٹیشن کو من وعن قبول کرتے اور پھر اُسے نافذ کرتے ہیں۔

آج ہمارے ہاں جس طرح امریکہ کی غلامی ہو رہی ہے، اُس کے ہوتے ہوئے امریکہ کو یہاں فوج اتارنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے جب پہلے ہی سر جھکا لیا ہے اور اُس کی غلامی اپنا لی ہے، تو وہ کاہے کو یہاں اپنی فوج داخل کرے۔

قرآن حکیم نے پیشگی متنبہ کر دیا تھا کہ دین و شریعت سے روگردانی کا نتیجہ قوم وملت کی بے وقعتی اور بے توقیری کی صورت میں نکلتا ہے۔ اہل کتاب کے بارے میں یہ بات کہہ کر کہ تمہاری کوئی حیثیت ہی نہیں ہوگی جب تک کہ تم تورات وانجیل کو قائم نہیں کرتے، ہمیں یہ بات سمجھا دی کہ مسلمانوں، نظام شریعت کے بغیر تمہارا اللہ کی نگاہ میں کوئی مقام نہ ہوگا۔ یہ روش اپناؤ گے تو تمہارا انجام بھی ذلت و رسوائی ہوگا، جس سے چھٹکارا کے لیے تمہاری دعائیں بھی قبول نہ کی جائیں گی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم لازماً نیکی کا حکم کرو گے اور بُرائی سے منع کرو گے، ورنہ اندیشہ ہے کہ اللہ تم پر ایک خاص عذاب مسلط کر دے گا (یہ ذلت و رسوائی کا عذاب بھی ہوسکتا ہے) پھر تم اس سے چھٹکارا پانے کے لئے دعا کرو گے، لیکن اللہ تمہاری دعاؤں کو قبول نہیں کرے گا۔" (رواہ الترمذی)

عورتوں پر تشدد کے بارے میں حالیہ قانون سازی ہمارے معاشرتی نظم کو تباہ کرنے کی سازش ہے

کراچی میں جسم فروش بدکار عورتوں کے اجتماع کا انعقاد مسلمانان پاکستان کی دینی غیرت وحمیت سے محرومی کا مظہر ہے

حکومت اجتماع کے منتظمین کے خلاف قانونی کارروائی کرے

حافظ عاکف سعید

1 امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کہا کہ عورتوں پر تشدد کے بارے میں حالیہ قانون سازی ہمارے معاشرتی نظم کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔ قرآن حکیم میں معاشرتی مسائل کے بارے میں جتنی تفصیلات دی گئی ہیں، کیا وہ ہمارے لیے کافی نہیں کہ ہمیں عورتوں پر تشدد کے بارے میں مغرب کی پیروی کرتے ہوئے قانون سازی کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ قرآن کریم میں زوجین کے درمیان ناچاقی پیدا ہونے والے ہر مسئلہ کو خاندان کے اندر ہی حل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ہمارے ملک کی پولیس کے رویوں کو دیکھتے ہوئے اپنے خاندانی معاملات میں دخل اندازی کا اختیار دے کر معاشرے میں نئی مشکلات پیدا کر دی جائیں گی۔ ہمیں اُن مذہبی سیاسی جماعتوں کے اراکین اسمبلی پر حیرت ہے جنہوں نے اس معاملے میں بل کی حمایت کی ہے کیونکہ رپورٹ کے مطابق اس قانون کی منظوری پر تمام جماعتیں متفق ہیں۔ اس قانون سازی سے مغربی اقوام اور ملحد طبقات کو موقع فراہم کیا جائے گا کہ وہ ہمارے معاشرتی نظم میں نقب لگا سکیں۔ انہوں نے کہا کہ یورپی اقوام نے مرد وزن کو آزادی دینے سے کیا حاصل کیا؟ شرح طلاق میں اضافہ، شادی کے رجحان میں کمی اور گھر جیسے مقدس ادارے کو بری طرح درہم برہم کر دیا۔ ایسی قانون سازی سے پاکستان کے ہر گھر میں باہمی رنجش اور کدورت کا سامان فراہم کر دیا جائے گا۔ (پریس ریلیز: 7 اگست 2009)

2 جسم فروش بدکار عورتوں کو سیکس ورکرز کہا جائے یا کوئی دوسرا خوشنما نام دے دیا جائے، یہ گھناؤنا کاروبار کسی مہذب سوسائٹی میں قابل قبول نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کے سوداگر دنیا اور آخرت میں ذلت اور رسوائی سے بچ سکتے ہیں۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے کراچی میں ہونے والے سیکس ورکرز کے اجتماع پر تبصرہ کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایسے اجتماع کے انعقاد کی اجازت دے دینا اور عوامی سطح پر کسی ردعمل کا اظہار نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومتی سطح پر ہی نہیں عوامی سطح پر بھی ہمارا دامن اسلامی غیرت وحمیت سے خالی ہو چکا ہے۔ یہ مکروہ اجتماع جنسی دلالوں نے ایک مقامی این جی او کی مدد اور اقوام متحدہ کی ایک ذیلی تنظیم کے تعاون سے منعقد کیا۔ فحش اور بدکار لوگوں کی اس پر کوئی گرفت نہ کی گئی، جس سے حوصلہ پا کر انہوں نے ملک کے دیگر شہروں میں بھی ایسے اجتماعات منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے پُرزور الفاظ میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس اجتماع کے منتظمین کے خلاف قانونی کارروائی کرے اور انہیں سخت سزا دی جائے۔ (پریس ریلیز 11 اگست 2009)

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی، پاکستان)

آج امت مسلمہ بالخصوص ملت اسلامیہ پاکستان اسی ذلت ورسوائی کے عذاب کی لپیٹ میں آچکی ہے۔اس سے بڑھ کر ذلت ورسوائی اور لاچاری کیا ہوگی کہ ہم اپنی بغل میں ایٹم بم رکھنے کے باوجود امریکہ کے سامنے تھر تھر کانپ رہے ہیں۔امریکہ آئے روز ہماری خودمختاری کی دھجیاں اڑاتا ہے۔ہمارے بے گناہ لوگوں کوشہید کرتا ہے، لیکن ہم اس کے ڈرون حملوں کا جواب تو درکنار، اُن پر احتجاج بھی گوارا نہیں کرتے۔اصل بات یہ ہے کہ جب ہم نے انفرادی طور پر شریعت سے روگردانی کی، تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم پر ناخلف حکمران مسلط ہوگئے۔پہلے پرویز مشرف جیسے امریکی ایجنٹ نے قوم کو امریکی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رکھا، اب اُن کے جانے کے بعد امریکہ سے این او سی لے کر آنے والی زرداری گیلانی سرکار مشرف کے منشور پر چلتے ہوئے یہ "سیاسی فریضہ" بحسن وخوبی انجام دے رہی ہے۔امریکہ آج تو پہلے سے بھی زیادہ خوش ہے۔اُس کے عہدیدار اسی لئے یہ کہہ رہے ہیں کہ واشنگٹن اور اسلام آباد کے تعلقات جتنے اس دور میں اچھے ہیں، اتنے اچھے پہلے کبھی نہیں رہے۔وجہ صاف ظاہر ہے کہ امریکہ کی ایجنسیاں ملک میں دندناتی رہی ہیں۔پورا ملک بالخصوص اسلام آباد اور پختون بیلٹ اُن کی چراگاہ بن چکا ہے، جہاں وہ مشکوک اور خطرناک سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہم سے پہلے سابقہ امت مسلمہ بنی اسرائیل زمین پر اللہ کی نمائندگی کے منصب پر فائز تھی۔جب انہوں نے دین سے بے وفائی کی تو اس کی پاداش میں اُن پر دو بڑے عذاب آئے، دونوں مرتبہ نہ صرف یہ کہ وہ لاکھوں کی تعداد میں قتل ہوئے، بلکہ بیت المقدس (جو اُن کا قبلہ ہے) بھی شہید کردیا گیا۔بنی اسرائیل پر پہلا عذاب 600ق م میں اُس وقت آیا جب ارض فلسطین پر بخت نصر نے یلغار کی، جس کے نتیجے میں لاکھوں یہودی مرد وخواتین قتل ہوگئے اور بچ جانے والے کم وبیش چھ لاکھ افراد کو وہ غلام بنا کر عراق لے گیا۔یہودی سوڈیڑھ سوسال تک وہاں رہے۔اس کے بعد حضرت عزیرؑ کی احیائی مساعی اور دعوتی کام کے نتیجے میں اللہ نے انہیں دوبارہ عروج عطا کیا۔اُن کی عظیم مقابی سلطنت قائم ہوئی۔لیکن جب انہوں نے پھر شریعت سے سرتابی اور غداری کی تو 63ق م رومی بادشاہ نے فلسطین پر یلغار کردی۔ایک مرتبہ پھر بڑے پیمانے پر قتل عام ہوا۔اس عذاب کا نقطہ عروج حضرت مسیح علیہ السلام کے 70 برس بعد رومی جرنیل طیطس کا حملہ ہے جس میں یہودیوں کے قتل عام کے علاوہ بیت المقدس بھی مسمار ہوگیا اور یہودیوں کو ارض فلسطین سے بالکل بے دخل کردیا گیا۔اس واقعہ کے چھ سوسال بعد تک اُن پر فلسطین میں داخلے پر پابندی رہی، تا آنکہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں یروشلم فتح ہوا،تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں یہاں وزٹ کی اجازت دے دی، لیکن اُن کو رہائش اختیار کرنے کی اجازت تب بھی نہ دی گئی۔یہ اجازت انہیں اعلان بالفور کے ذریعے حاصل ہوئی، جو 1917ء میں برطانیہ نے منظور کیا۔جس کے بعد یہودی فلسطین میں آکر آباد ہونے شروع ہوئے، اور 1948ء میں امریکہ اور برطانیہ کی مدد سے انہوں نے ارض فلسطین پر اپنی غاصب ریاست اسرائیل قائم کرڈالی۔بہرحال 1900 سال تک یہودی ارض فلسطین سے بے دخل رہے۔اس دور میں جو اُن کے ہاں "دوراِ نتشار" کہلاتا ہے، وہ دنیا بھر میں پھیلے رہے اور مجتمع نہ ہوسکے۔ (باقی صفحہ 17 پر)

آسان قرآن وحدیث

قرآن وحدیث کے اردو تراجم وتفاسیر پر مشتمل ایک انتہائی مفید سافٹ ویئر

[اس سافٹ ویئر میں درج ذیل کتب (مطلوبہ الفاظ اور موضوعات کی تلاش کی سہولت کے ساتھ) موجود ہے]

ترجمہ وتفسیر قرآن

نمبر شمار	قرآن پاک	مترجم، مفسر
1	ترجمہ وتفسیر مکی	ترجمہ: مولانا محمد جونا گڑھی تفسیر: مولانا صلاح الدین یوسف
2	ترجمہ وتفسیر مدنی	مولانا اسحاق مدنی (آزاد کشمیر)
3	ترجمہ وتفسیر عثمانی	ترجمہ: مولانا محمود الحسن دیوبندی تفسیر: مولانا شبیر احمد عثمانی
4	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیرؒ
5	ترجمہ کنز الایمان	ترجمہ: مولانا احمد رضا خان بریلویؒ تفسیر: علامہ نعیم الدین مراد آبادی
6	ترجمہ وتفسیر الکتاب	ڈاکٹر محمد عثمانؒ
7	ترجمہ (عرفان القرآن)	ڈاکٹر طاہر القادری
8	ترجمہ اردو	مولانا احمد علی لاہوریؒ
9	باآواز ترجمہ	مولانا فتح محمد جالندھریؒ
10	تلاوت	شیخ سدیس، شریم
11	انگلش ترجمہ	مولانا تقی عثمانی
12	انگلش ترجمہ	مولانا عبدالماجد دریا آبادی
13	انگلش ترجمہ	ڈاکٹر محسن خان اینڈ تقی الہلالی
14	انگلش ترجمہ	محمد مارماڈیوک پکتھال
15	انگلش ترجمہ	شاکر
16	انگلش ترجمہ	عبداللہ یوسف علی
17	انگلش ترجمہ: عرفان القرآن	ڈاکٹر طاہر القادری

احادیث رسول

نمبر شمار	احادیث	مترجم
1	بخاری شریف	مولانا عبداللہ
2	مسلم شریف	مولانا عزیز الرحمٰن
3	ترمذی شریف	مولانا ناظم الدین
4	نسائی شریف	مولانا خورشید حسن قاسمی
5	ابوداؤد شریف	مولانا سرور احمد قاسمی
6	ابن ماجہ شریف	مولانا قاسم امین
7	شمائل ترمذی	مولانا زکریا
8	موطا امام مالک	علامہ وحید الزمان
9	مظاہر حق (مشکوٰۃ)	علامہ عبداللہ جاوید غازی پوری

مفت حاصل کریں

رفقائے تنظیم اسلامی اس سافٹ ویئر کو مفت حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل ای میل یا ٹیلیفون پر رابطہ کریں

Compsi Building,
10-Civic Centre, Barket Market,
New Garden Town, Lahore.
042-5940726,
042-111-007-007 Ext 109
Email:
EasyQuranWaHadees@gmail.com

روزہ اور ترکِ گناہ

مولانا اشرف علی تھانویؒ

حضور اکرم ﷺ نے روزے دار کے حق میں ارشاد فرمایا ہے:

”جس شخص نے قول باطل اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ (بخاری)

طاعات (بندگی) کا صحیح ہونا اور نیکیوں کا قبول ہونا، اس پر موقوف نہیں کہ گناہ کو بالکل چھوڑ دیا جائے لیکن گناہوں کی موجودگی میں طاعات کی برکت ضرور کم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی نماز بھی پڑھتا ہو اور غیبت بھی کرتا ہو تو یہ نہ کہیں گے کہ غیبت کی وجہ سے نماز صحیح نہیں ہوئی، جیسا کہ بعض لوگ جب گناہ نہیں چھوڑتے، تو طاعت ترک کر دیتے ہیں۔ ایک شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہ کلمہ پڑھ لے، مگر اس نے کہا کہ ایک کلمے سے کیا ہوگا، میرے گناہوں کی پوٹ اتنی ہے کہ ایک کلمہ اس کو میرے سر سے اتار نہیں سکتا۔ آخر اسی طرح اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اس طرح کی مایوسی سے بچنے کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اگر گناہ بھی کرے اور طاعت بھی، تو دونوں کی سزا و جزا الگ الگ ہے۔ اس لیے جتنی طاعت بھی کر سکے اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص روزے کے دوران جھوٹ اور برے کاموں کو نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ یعنی جب گناہ کی بات اور گناہ کا کام نہ چھوڑا تو روزے کا کیا فائدہ ہوا؟ مقصود یہ ہے کہ ہر چند کہ ثواب ملتا ہے، مگر نیک کاموں کی برکت کم ہو جاتی ہے، مثلاً غیبت کی اور پھر نماز بھی پڑھی، تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ نماز کا ثواب نہیں ملا، لیکن نماز کی برکت ضرور کم ہو جائے گی۔ جو نورانیت غیبت کے ترک کی حالت میں نماز کے اندر ہوتی ہے، وہ نورانیت ارتکاب غیبت کے بعد نہ ہوگی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک تندرست آدمی غذا کھائے تو نافع اور مقوی ہوگی اور ایک مریض کھائے جس کا معدہ خراب ہے تو زیادہ مفید نہ ہوگی، اگرچہ کم و بیش اثر ضرور ہوگا۔ لہٰذا گناہوں کو چھوڑنے کے بعد جو نیک کام ہوں گے، ان میں زیادہ برکت ہوگی۔

روزے کے آداب ضروریہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جیسے کھانے پینے سے منہ بند رکھتے ہیں، اسی طرح دوسرے گناہوں کو بھی بالکل ترک کر دیں۔ عجیب بات ہے کہ لوگ روزے میں کھانے پینے اور صحبت کے ترک کو تو ضروری سمجھتے ہیں لیکن گناہ کے ترک کو ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ وہ تینوں کام ایسے ہیں کہ دوسرے اوقات میں حلال بھی تھے اور رمضان میں بھی رات کے وقت جائز ہیں۔ جب روزے کی وجہ سے بعض حلال کام بھی حرام ہو گئے تو جو اعمال ہر وقت حرام ہیں، ان کا ترک روزے میں کیوں ضروری نہ ہوگا۔ پس اگر کسی نے روزے میں غیبت کی اور بری نگاہ سے دیکھا تو یہ تو نہ کہیں گے کہ اس کا روزہ نہیں ہوا، مگر یہ کہیں گے کہ روزے کی برکت جاتی رہی۔

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝﴾ (الزلزال)

”پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا۔“

اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حاکم اپنے فرائض منصبی اچھی طرح انجام دے اور رشوت بھی لے، اور اگر حکام بالا کو اطلاع ہو جائے تو رشوت ستانی پر سزا تو ملے گی لیکن جتنا کام کیا تھا، اس کی تنخواہ بھی ملے گی۔

عجیب بات ہے کہ لوگ روزے میں کھانے
پینے اور صحبت کے ترک کو تو ضروری سمجھتے
ہیں لیکن گناہ کے ترک کو ضروری نہیں سمجھتے

اس پر تو سب کا اجماع ہے کہ گناہ کرنے سے روزہ باطل نہیں ہوگا اور اس کی قضا نہیں کرنا پڑے گی۔ پس معلوم ہوا کہ اس حدیث کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ روزہ نہ ہوگا، کوئی اور معنی ہیں۔ سو وہ یہی ہیں کہ حق تعالیٰ کو زیادہ توجہ اس ترک طعام پر نہ ہوگی۔ گناہوں کے ساتھ ساتھ جو طاعت کی جاتی ہے، اس سے وہ نور، شگفتگی اور مسرت نہیں محسوس ہوتی جو نیکی سے حاصل ہونا چاہیے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے بہت لذیذ کھانا پکایا اور اس میں تھوڑی راکھ بھی جھونک دی، جس سے مزا کرکرا ہو گیا۔

گناہ کو طاعت سے دو قسم کا علاقہ (نسبت) ہے۔ بعض گناہ تو وہ ہیں کہ وہ نیکیوں کو ضائع کر دیتے ہیں اور ان کی موجودگی میں کوئی نیک عمل صحیح ہوتا ہی نہیں، مثلاً کفر اور ایذائے رسول ﷺ اور احسان کرنے کے بعد اس کو جتانا اور تکلیف پہنچانا۔ ہمارا یہ دعویٰ کہ گناہوں کے ساتھ بھی نیکی قبول ہوتی ہے، وہ ایسے گناہوں کے متعلق نہیں ہے۔ یہاں صرف وہ معاصی مراد ہیں جن کے وجود کو طاعت کے وجود یا بقا میں دخل نہ ہو۔ ایسے گناہوں کے بارے میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ان سے نیکیاں ضائع نہیں ہوتیں، برکت جاتی رہتی ہے، جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اگر گناہوں سے نہ بچے تو کھانا پینا چھوڑنے کا کیا فائدہ؟“

اب اس حدیث کے مقصود پر غور کرنے کی ضرورت ہے، یعنی یہ کہ گناہ کے ترک کا اہتمام بالخصوص روزے میں ضروری ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ گناہ برا ہے تو کم از کم مہینہ بھر کے لیے تو گناہ چھوڑ دو۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس مہینے کے بعد گناہ کرنے کی اجازت ہے کیونکہ نفس سے وعدہ لینا مشکل ہے۔ اس واسطے میں نے یہ کہا کہ ایک مہینے کے لیے گناہ نہ کرنے کا عہد کر لو۔ اس میں آسانی ہوتی ہے اور ہمیشہ کے لیے متنبہ (نصیحت / آگاہی) ہو جاتا ہے۔ پس نفس سے یہ کہہ دو کہ رمضان تک کوئی گناہ نہ کرے اور صرف ایک مہینے کا عہد اس سے لو۔ پھر اس کے بعد، میرا یقین ہے کہ، رمضان تقویٰ کی حالت میں گزر گیا تو پھر یہ تقویٰ ان شاء اللہ نہ ٹوٹے گا۔ غرض اس ماہ کے لیے سب گناہ چھوڑ دو۔ زبان کے گناہ بھی، جیسے گالیاں دینا، غیبت، شکایت کرنا، کسی ناجائز مضمون کا پڑھنا...... کان کے گناہ بھی جیسے گالیاں سننا، گانا سننا...... پاؤں کے گناہ بھی، جیسے ناچ کی مجلس میں جانا، جھوٹے مقدمے کی پیروی کے لیے جانا، جھوٹی شہادت کے لیے جانا اور سب سے بڑھ کر پیٹ کے گناہ جیسے رشوت کا، سود کا اور غصب کے مال کا کھانا۔

غرض رمضان میں ہر قسم کے گناہ بالکل چھوڑ دو، پھر ان شاء اللہ تعالیٰ وہ روزہ، مبارک روزہ ہوگا اور پھر وہ تمہاری شفاعت کرے گا اور وہ روزہ ہوگا جس کے بارے میں اللہ فرماتے ہیں: انا اجزی بہ (میں خود اس کا بدلہ دیتا ہوں)۔ اور اگر گناہ نہ چھوڑے تو روزہ تو ہوگا لیکن ایسا ہوگا کہ جیسے تم کسی اپنے دوست سے کہو کہ ہم کو ایک آدمی لا دو اور وہ کسی ایسے آدمی کو لا دے کہ اس کے کان بھی نہ ہوں، آنکھ بھی نہ ہو، لنگڑا بھی ہو، لنجا بھی ہو، بات بھی نہ کر سکتا ہو، تو یہ شخص آدمی تو ضرور ہے، لیکن بے کار۔ صرف ایک سانس کے چلنے کی وجہ سے اس کو حیوان ناطق کہیں گے۔ تو جیسے یہ شخص آدمی ہے بھی اور نہیں بھی، ایسا ہی یہ روزہ ہے بھی اور نہیں بھی۔ اور یہ روزہ اس قابل ہے کہ اس کو دفن کر دیا جائے۔

اب ختم کرتا ہوں۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا میں کہہ چکا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ توفیق عطا فرمائے۔

نظامِ عدل کے قیام کے لیے خواتین کا کردار اسی طرح اہم ہے جس طرح مردوں کا کردار اہم ہے۔ فرق صرف دائرہ کار کا ہے

ناظمہ علیا تنظیم اسلامی بیگم ڈاکٹر اسرار احمد سے انٹرویو

گزشتہ دنوں ماہنامہ ''روابط'' اسلام آباد کے نمائندہ نے ناظمہ علیا تنظیم اسلامی بیگم ڈاکٹر اسرار احمد سے انٹرویو کیا۔ یہ انٹرویو روابط کی اشاعت بابت جولائی 2009ء میں شائع ہوا۔ مذکورہ رسالے کے شکریے کے ساتھ اب اِسے قارئین ندائے خلافت کے ذوقِ مطالعہ کی نذر کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

سوال: آپ کا تعارف؟

جواب: میرا تعلق متوسط درجے کے مذہبی گھرانے سے ہے۔ پارٹیشن کے وقت ہمارا خاندان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب سے ہجرت کر کے ساہیوال کے علاقے میں آ کر آباد ہوا۔ سکول کی تعلیم مدرسۃ البنات ساہیوال سے حاصل کی اور وہیں عربی فاضل کیا۔ میرے بحمد اللہ چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ سب شادی شدہ ہیں۔ پورا خاندان اللہ کے فضل سے تحریکی ذہن رکھتا ہے اور تنظیم اسلامی سے وابستہ ہے۔ تنظیم اسلامی کا حلقۂ خواتین 1984ء میں قائم کیا گیا اور اُسی وقت سے اس حلقے کی نظامت کی ذمہ داری میرے کاندھوں پر ہے' جبکہ میں خود کو ہرگز اس ذمہ داری کے لائق نہیں سمجھتی۔

سوال: بہت سی دینی جماعتیں اسلام کے لیے کام کر رہی ہیں' آپ نے اسی جماعت میں شمولیت کیوں اختیار کی؟

جواب: تنظیم اسلامی میں میری شمولیت بالکل آغاز ہی سے رہی ہے اور بحمد اللہ دین کی خدمت کی لگن اور تڑپ کا جو جذبہ اللہ نے میرے شوہر ڈاکٹر اسرار احمد کو عطا فرمایا ہے' اسے میں آغاز ہی سے تحسین کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ چنانچہ تنظیم کے یومِ تاسیس سے ہی میں اس کے ساتھ وابستہ رہی اور اس کے مقاصد اور طریقہ کار سے مجھے تاحال پورے طور پر اتفاق ہے۔ یہ تنظیم علم و عمل کے امتزاج کے حوالے سے قرآن وسنت کی تعلیمات کے قریب ترین ہے اور خواتین کی دینی ذمہ داریوں اور ان کے دائرہ کار کے حوالے سے اس جماعت کا موقف بہت مضبوط اور نظامِ فطرت سے ہم آہنگ ہے۔

سوال: پاکستان کے موجودہ مسائل کا حل کیا ہے؟

جواب: پاکستان کی ساٹھ سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جس نعرے اور اللہ سے کیے گئے وعدے پر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا اس کی جانب شروع دن سے ہی کوئی پیش رفت نہیں کی گئی۔ اس اعتبار سے گویا مسلمانانِ پاکستان بحیثیت قوم اپنا مقصدِ ملی فراموش کر چکے ہیں اور آج جتنے بھی معاشی' معاشرتی' سیاسی' اخلاقی' علاقائی اور لسانی مسائل درپیش ہیں ان کا اصل سبب اسی اجتماعی مقصدِ حیات کو فراموش کر دینا اور پسِ پشت ڈال دینا ہے۔ لہٰذا میرے خیال میں ہمارے جملہ مسائل کا واحد حل اسلام کے عادلانہ نظامِ حیات کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنانے اور نافذ کرنے میں مضمر ہے اور اگر اس جانب پیش رفت نہ کی گئی تو اندیشہ ہے کہ پاکستان ایک وحدت کی صورت میں قائم نہ رہ سکے گا۔

سوال: نبی کریم ﷺ مدینہ میں جب پہلا انقلاب لائے تو یہود و نصاریٰ کے ساتھ معاہدہ کیا لیکن آپ کس اسلامی انقلاب کی بات کرتے ہیں؟

جواب: اس میں کیا شک ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے وہاں آباد یہودی قبائل کے ساتھ معاہدات کیے اور نفاذِ اسلام یا بالفاظِ دیگر اسلامی انقلاب کی راہ میں حائل مختلف نوع کی رکاوٹوں پر قابو پانے کے حوالے سے ایسی کئی تدابیر کیں۔ یہی نہیں' آپؐ نے اہلِ مکہ سے صلح حدیبیہ کے موقع پر No War Pact کا معاملہ بھی کیا جو کہ آپؐ کی سیاسی بصیرت اور حسنِ تدبیر کا ایک شاہکار تھا۔ یہ تمام معاہدات اسلامی انقلاب کے راستے کے سنگ ہائے میل ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی اسلامی انقلاب کی حتمی منزل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف مواقع پر قبائل یہود کی طرف سے بالواسطہ یا بلاواسطہ عہد شکنی کے بعد آپؐ نے ان سے کیے گئے معاہدوں کو نہ صرف ختم کرنے کا اعلان فرمایا بلکہ انہیں جلاوطنی حتیٰ کہ قتل کیے جانے کی سزائیں دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔ اسی طرح آپؐ نے قریش مکہ سے کیے گئے معاہدے کی بھی تجدید کرنے سے اُس وقت انکار کر دیا جب قریش کے ایک حلیف قبیلے نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ معاہدات نفاذِ اسلام کے مراحل کی حیثیت تو رکھتے ہیں' انہیں اسلامی انقلاب کی منزل نہیں کہا جا سکتا۔

> اگر ہمارا آئیڈیل انڈین اداکارائیں اور طوائفیں ہوں گی تو ہماری گودوں میں ایسے بچے پروان چڑھیں گے جن سے شیطان بھی پناہ مانگے گا

سوال: آپ کی جماعت کا تاریخی تسلسل کیا ہے؟

جواب: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے متعدد بار اس امر کی وضاحت کی ہے کہ تنظیم اسلامی اُس اسلامی احیائی عمل کا تسلسل ہے جو پچھلی صدی میں علامہ اقبال کے کلام کے ذریعے امت کی حدی خوانی اور غلبۂ دین کی منزل کی جانب علامہ کی شاعری سے شروع ہوا۔ مزید براں' اس کی عملی تعبیر کے لیے ابوالکلام آزاد اور سید ابوالاعلیٰ مودودی نے کوششیں کیں اور جماعتیں قائم کیں۔ تنظیم اسلامی اسی احیائی عمل کا ایک تسلسل ہے۔

سوال: پاکستان میں دوسری جماعتیں بھی انقلاب کی بات کرتی ہیں تو آپ کی اور ان کی فکر میں بنیادی فرق کیا ہے؟

جواب: ظاہر ہے کہ اصل فرق منہج کا ہے۔ ہمارا منہج بنیادی طور پر انقلابِ نبویؐ سے ماخوذ ہے جس میں دعوت و تبلیغ' تربیت و تنظیم' ہجرت و جہاد اور باطل کے ساتھ پنجہ آزمائی ایسے مراحل شامل ہیں۔ ہم نہ تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ محض تبلیغ سے وہ تبدیلی آ سکتی ہے جو نفاذِ اسلام کے لیے ناگزیر ہے اور نہ ہی الیکشن کی سیاست اُس نوع کی ہمہ گیر تبدیلی کے لیے کافی ہے۔ اس کے لیے ایک ایسی احتجاجی اور مطالباتی تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے کارکنان خود دین پر عمل پیرا ہوں اور دین کے کاز کے لیے اپنا سب کچھ لٹانے کو بھی تیار ہوں۔

سوال: نظامِ عدل کے قیام میں خواتین کا کیا کردار ہونا چاہیے؟

جواب: نظامِ عدل کے قیام کے لیے خواتین کا کردار اسی طرح اہم ہے جس طرح مردوں کا کردار اہم ہے۔ فرق صرف دائرہ کار کا ہے۔ مردوں کو میدان میں نکل کر کام کرنا ہے جبکہ خواتین کا دائرہ کار ان کا گھر اور ان کے ملنے جلنے والی خواتین ہیں۔ مزید برآں' خواتین پر یہ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس جدوجہد میں اپنے مردوں کے ساتھ بھرپور تعاون کریں اور اپنی آئندہ نسلوں کی اس انداز پر پرورش کریں کہ وہ بھی اس جدوجہد کے اعوان وانصار بن سکیں۔

سوال: صحابیات کے کردار سے ہماری مسلمان خواتین کو کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: صحابیات کے کردار سے ہماری مسلمان خواتین کو یہ سبق لینا چاہیے کہ اپنے اندر ایمان و یقین پیدا کریں۔ خلوصِ نیت کے ساتھ عملِ صالح کی طرف گامزن رہیں۔ یوں ان شاء اللہ ان کی گود میں حسنؓ اور حسینؓ جیسے عظیم لوگوں کے وارثین پیدا ہوں گے۔ ہمارے سامنے حضرت خنساءؓ کی مثال ہے جنہوں نے اپنے چاروں بیٹے اللہ کی راہ میں قربان کردیے اور حضرت اسماءؓ کی مثال بھی ہے جنہوں نے اپنے بیٹے کمالِ عزیمت سے راہ شہادت میں وقف کردیے۔ ورنہ اگر ہمارا آئیڈیل انڈین اداکارائیں اور طوائفیں ہوں گی تو ظاہر ہے کہ ہماری گودوں میں ایسے بچے پروان چڑھیں گے جن سے شیطان بھی پناہ مانگے گا۔

سوال: خواتین کی تربیت کا کیا نظام ہے؟

جواب: ہم قرآن پاک کی آیت ﴿و قرن فی بیوتکن......﴾ کے حوالے سے امہات المومنینؓ بنت رسولؐ فاطمۃ الزہراءؓ جن کو نبی اکرم ﷺ نے جنت کی عورتوں کی سردار کہا تھا' کے اسوہ پر تربیت کی کوشش کرتے ہیں، کہ آپ سب سے پہلے خود کو اللہ کی مخلص بندی بنانے کی کوشش کریں پھر آپ کے بچے اور بقیہ اہلِ خانہ ہیں' ان کو دین کی طرف لانے کی کوشش کریں۔ پھر درجہ بدرجہ بقیہ خواتین اور محرم مردوں کو بھی دعوتِ دین دیتی رہیں۔ اسی طرح اگر گھر کا سربراہ یعنی شوہر دین کی طرف نہیں ہے تو حکمت اور ترغیب وتشویق سے اس کو بھی دین کی طرف راغب کیا جائے' یعنی پہلے خود بندگی رب پھر شہادت علی الناس اور پھر اپنے مردوں کو اس جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب دیں جو اقامتِ دین کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔

اسلامی انقلاب نہ تو محض تبلیغ سے آسکتا ہے اور نہ ہی الیکشن کی سیاست اِس نوع کی ہمہ گیر تبدیلی کے لیے کافی ہے۔ اس کے لیے ایک احتجاجی اور مطالباتی تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے

سوال: کیا معاشی بحران سے چھٹکارا پانے کے لیے سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ ضروری ہے؟

جواب: یقیناً ہمارے معاشی بحران کے پیچھے سود' جوئے اور سٹے پر مبنی سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کو دخل ہے۔ سود وہ بیماری اور ناسور ہے جو معیشت کو گھن کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ ہمارا ملک قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ زراعت اس ملک کی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے' لیکن اس کے باوجود غربت و افلاس' قلتِ خوراک اور مہنگائی و بے روزگاری عروج پر ہے۔ صورتِ حال یہ ہے کہ ہمیں اپنے بجٹ کا 40 فیصد کے لگ بھگ سود اور سودی قرضوں کی واپسی کی شکل میں ادا کرنا پڑتا ہے۔ رہے سہے محصولات دفاع کی نظر ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً development اور جاری اخراجات کے لیے عوام پر تباہ کن ٹیکسوں کا بوجھ لاد دیا جاتا ہے، جس سے لوگوں کی قوتِ خرید کم ہو جاتی ہے اور بے روزگاری بڑھ جاتی ہے۔ لہٰذا جب تک سودی معیشت سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جاتا معاشی بہتری کے امکانات پیدا نہیں ہو سکتے۔

سوال: کیا تعلیمی نظام کی تبدیلی سے ملک کا نظام تبدیل ہو جائے گا؟

جواب: تعلیمی نظام کی تبدیلی ایک مبہم تصور ہے جب تک کہ مجوزہ نظام کا تفصیلی نقشہ سامنے نہ ہو۔ لیکن یہ بات بالکل واضح ہے کہ ملک کا نظام تبدیل کرنے کے لیے صرف نظامِ تعلیم کی تبدیلی کافی نہیں ہے۔

سوال: پاکستان میں خوشحالی لانے کے لیے کیا انقلاب ہی واحد ذریعہ ہے؟

جواب: جاگیردارانہ نظام اور سرمایہ دارانہ معیشت میں سرمائے کا ارتکاز لازم ہے۔ دراصل یہی دو عناصر اسلام کے عادلانہ معاشی تعلیمات کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اس لیے کہ اسلامی تعلیمات ان کے استحصالی ہتھکنڈوں کا خاتمہ کرتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ محض وعظ سے استحصال کا خاتمہ ممکن نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو پیغمبرِ اسلام کو اقدامی مراحل طے کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

سوال: اسلام اور سیاست کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

جواب: اسلام کا مطلب ہے کل نظامِ زندگی (جس میں انسان کے انفرادی معاملات کے ساتھ ساتھ کسی ملک کا سیاسی' معاشی اور معاشرتی نظام بھی شامل ہیں) میں اللہ کے احکامات کو تسلیم کرنا' نافذ کرنا۔ سیاسی نظام میں اللہ کے دیے ہوئے نظام کے مطابق سیاست کرنا ہی خلافت ہے۔ میرا خیال ہے کہ وضاحت کے لیے اقبال کا یہ مصرع ہی کافی ہے کہ

؎ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

سوال: باراک حسین اوباما کے آنے سے دنیا میں کوئی بہتری آئے گی؟

جواب: اس بارے میں کوئی بات حتمی طور پر کہنا ممکن نہیں' ویسے بظاہر کوئی بہتری کے آثار نظر نہیں آتے۔ لیکن میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں باراک اوباما کے ہاتھوں بہتری کی امید کرنے کی بجائے خود اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہوگا، ورنہ مسلمانوں اور اسلام کے حوالے سے ہمیں اپنے دشمنوں سے امیدیں رکھنا ناسمجھی کی بات ہے۔

سوال: کیا پاکستان کو اسرائیل کو تسلیم کر لینا چاہیے؟

جواب: ہرگز تسلیم نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: پاک بھارت کشیدگی کو آپ کس نظر سے دیکھتی ہیں اور اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس معاملے میں دو باتیں قابلِ توجہ ہیں:

1) بھارت کی ازلی تنگ نظری اور تنگ ذہنیت کہ اُس نے پاکستان کو اول دن سے قبول نہیں کیا اور ہماری اپنی نااہلی کہ ہم نے دشمنوں کو طاقتور بنا دیا کہ ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود اُن کے سامنے سر جھکا دیا اور کمزور بن گئے۔

2) ہماری دوہری پالیسی کہ انڈین فلموں کے پرستار بھی ہیں اور بظاہر اُن سے بغض بھی رکھتے ہیں۔ اس چیز سے وہ بھی اچھی طرح باخبر ہیں اور سب سے بڑھ کر اللہ ہمارے ظاہر و باطن سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ تمہاری دلی محبت جن کے ساتھ ہے، تم اُن کو ساتھ ہی ہو گے۔ اگر ہم مخلص مسلمان ہوتے تو ضرور سربلندی ہمارا مقدر ہوتی کہ اللہ کا فرمان ہے ﴿وانتم الاعلون ان کنتم مومنین﴾ اب بھی نجات اسی میں ہے کہ

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

سوال: آپ کی جماعت انقلاب کب تک لائے گی؟

جواب: ہم پر لازم ہے کہ ہم خلوص سے منہجِ انقلابِ نبوی کے مطابق کام کرتے رہیں اور نتائج کو اللہ کے حوالے کردیں۔ انقلاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اللہ کا کام ہے۔ ہمارا کام خلوص سے اس کوشش میں اپنا حصہ ڈالنا ہے۔

ایک عظیم خوشخبری

سیدہ حمیرا مودودی

(گزشتہ سے پیوستہ)

از غازیانِ سرحد لرزد زمیں چو مرقد
بہرِ حصول مقصد آیند والہانہ

"صوبہ سرحد اور قبائلی علاقہ جات کے بہادر غازیوں کے جذبۂ جہاد سے زمین مرقد کی طرح ہلنے لگے گی۔"

یہ غازی اپنے مقصد کی تکمیل یعنی دفاع پاکستان اور اعانت وحمایت دین حق کی خاطر والہانہ لپکتے ہوئے آئیں گے۔

در عین بے قراری ہنگام اضطراری
رحمے کند چو باری برحال مومنانہ

"تب ٹھیک بے قراری اور اضطراب و پریشانی کے عالم میں مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آئے گی اور اللہ تعالیٰ مومنوں کے حال پر رحم فرمائے گا۔"

ناگاہ مومناں را شورے پدید آید
با کافراں نمایند جنگے چوں رستمانہ

"ناگاہ مومن نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے کافروں کے ساتھ رستمانہ جنگ لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ غازیوں کے دل مضبوط کریں گے اور ان کے حوصلے بڑھا دیں گے۔"

چترال ناگا پربت باسین ملک گلگت
پس ملک ہائے تبت گیرند جنگ آنہ

"چترال، سنکیانگ اور گلگت کے بعد ناگا پربت کا باقی علاقہ تبت وغیرہ اس جنگ کی لپیٹ میں آ جائے گا۔"

اعراب نیز آیند از کوہ و دشت و ہاموں
بہر حمایت دیں از ہر طرف روانہ

پہاڑوں، جنگلوں اور تپتے ہوئے ریگ زاروں سے اعراب (حمایت دین کے واسطے مومنانہ شان کے ساتھ) ہر طرف سے آ جمع ہوں گے۔

یکجا شوند عثمان ہم چینیاں و ایران
فتح کنند ایناں کل ہند غازیانہ

"ترکی، چینی (سنکیانگ والے) اور ایرانی سب مل کر تمام ہندوستان کو غازیانہ فتح کریں گے۔"

پنجاب شہر لاہور کشمیر ملک منصور
دو آب شہر بجنور گیرند غالبانہ

"(مقبوضہ کشمیر فتح ہو جائے گا) پھر پنجاب کے شہر لاہور اور مفتوح ملک کشمیر سے غازیوں کے لشکر ہندوستان کے دو آبہ گنگا و جمنا کے درمیاں شہر بجنور تک پہنچیں گے۔"

ماہِ محرم آید چوں تیغ با مسلماں
سازند مسلم آندم اقدام جارحانہ

"ماہ محرم میں جب نیا ہجری سال شروع ہوگا، مسلمانوں میں تلوار کی مانند عزم جہاد پیدا ہوگا۔"

یعنی مسلمان ایک نئے جوش اور ولولے کے ساتھ (تلوار ہاتھ میں لے کر) جارحانہ اقدام کریں گے۔

رودِ اٹک بہ سبب از خونِ اہل کفار
پُرمے شود بہ یکبار جریانِ جارحانہ

"دریائے سندھ خونِ کفار سے بھر کر ایک بار سرخ ہو جائے گا۔ گویا کہ خون کا دریا ہے۔"

غازیاں شوند علم بردار از بہر جنگ کفار
کافر شوند فی النار از تیغ آں یگانہ

"غازی لشکر جب کفار سے جنگ کے لیے علم اٹھائے گا تو اس کی ہلاکت آفرین تلوار سے کافر جہنم رسید ہو جائیں گے۔"

خوش می شود مسلماں از لطف وفضل یزداں
خالق نماید اکرام از لُطفِ خالقانہ

"مسلمان ذاتِ باری تعالیٰ کے فضل وکرم سے خوش ہو جائیں گے۔ ذات باری تعالیٰ لطف و کرم خالقانہ فرمائیں گے۔"

کشتہ شوند جملہ بدخواہ دین و ایمان
کل ہند پاک باشد از رسمِ ہندوانہ

"دین اور ایمان کے بدخواہ لوگ جان سے مارے جائیں گے۔ تمام ہندوستانہ ہندوانہ اور مشرکانہ رسوم سے پاک ہو جائے گا۔"

یعنی اکھنڈ پاکستان بن جائے گا۔ یہ ہے وہ حقیقی خوشخبری اور مژدۂ بقائے پاکستان، جو آج سے آٹھ سو بیاسی سال پہلے خدا کے ایک نیک بندے نے جن کا نسب رسول کریم ﷺ سے جاملتا ہے، پاکستان کے حق میں سنایا۔

دنیا خراب کردہ باشند بے ایماناں
گیرند منزل خود فی النار دوزخانہ

"یہ بے ایمان (عیسائی، یہودی اور ہندو ہندوستان کے اتحادی امریکہ، انگلینڈ اور اسرائیل) جو ساری دنیا میں تباہیوں، بربادیوں (بے حیائیوں اور سودخوریوں) کے پھیلانے والے ہیں، آخر کار جہنمی آگ کی نذر ہو جائیں گے۔"

انہی مذکورہ بالا چند اشعار کی وجہ سے لارڈ کرزن نے اس قصیدے کو پڑھنے اور پاس رکھنے کو تاج برطانیہ کے خلاف بغاوت کے مترادف قرار دیا تھا، اور اس کی اشاعت کو قابل سزا جرم قرار دیا تھا، اور اس کی ضبطی کے احکام سختی سے جاری کیے تھے۔

رازے کہ گفتہ ام من دُرّے کہ سفتہ ام من
باشد برائے نصرت اسنادِ غائبانہ

"وہ تمام راز ہائے سربستہ جو میں نے بیان کیے ہیں اور موتیوں کی طرح ان اشعار میں پرو دیے ہیں آئندہ آنے والے وقتوں میں (پاکستان کے) مسلمانوں کی فتح ونصرت کے لیے تائید غیبی کا کام کریں گے، ان کی ہمت بندھائیں گے اور ان کی رہنمائی کریں گے۔"

عجلت اگر بخواہی نصرت اگر بخواہی
کن پیروی خدارا در قول قدسیانہ

"اے مسلمان! (اے پاکستانی!) اگر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح ونصرت کا آرزومند ہے اور تجھے اس کی جلدی بھی بہت ہے تو خدا کے لیے احکام الٰہی کی پیروی اختیار کرا۔"

ناگاہ بہ موسم حج مہدیؑ عیاں باشد
ایں شہرتِ عیانش مشہور در جہانہ

"اچانک حج کے زمانے میں امام مہدی نمودار ہوں گے۔ ان کے ظاہر ہونے کی خبر ساری دنیا میں پھیل جائے گی (اور مومنوں کے لیے ایک جشن کی کیفیت ہوگی اور وہ بے حد خوش ہو جائیں گے۔)"

خاموش باش نعمت اسرار حق مکن فاش!
در سال کنت کنزاً باشد چنیں بیانہ

آخر میں خود کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں اے نعمت (نعمت اللہ) اب خاموش ہو جا اور خدائی رازوں کو ظاہر

مت کر۔ (کنت کنزا) پانچ سو اڑتالیس ہجری میں میں واقعات بیان کر رہا ہوں۔

مصنف علیہ الرحمۃ چونکہ علم الاعداد کے ماہر بھی تھے، اس لیے آپ نے اپنے اشعار میں آنے والے واقعات کے ماہ وسال بھی بالکل درست بتا دیے ہیں جبکہ جنگ عظیم اول و دوم میں مرنے والوں کی صحیح تعداد بھی بتا دی ہے، بہر حال اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ لا علم لنا الا ما علمتنا

حدیث رسول کریم ﷺ ہے کہ مومن کی فراست سے بچو کہ اس کی نگاہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتی ہے۔ آیئے، سب مل کر دعا کریں کہ جس طرح مصنف علیہ الرحمۃ کی اس وقت تک کی پیشین گوئیاں درست ثابت ہوئی ہیں اسی طرح مستقبل کی خوش خبریاں بھی حرف بحرف پوری ہوں۔ (آمین)

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ایم اے (ای ایل ٹی) خلع یافتہ، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 042-36127065

☆ لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، حافظہ، عالمہ، ایم اے اسلامیات (پارٹ ون) کے لیے نیک سیرت اور دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-4806059

تنظیمی اطلاع

مقامی تنظیم باجوڑ جار (حلقہ سرحد شمالی) میں غازی گل کا بطور امیر تقرر

حلقہ سرحد شمالی میں مقامی تنظیم باجوڑ جار کے امیر جناب گل رحمن امیر حلقہ مقرر ہو چکے ہیں۔ تنظیم کے نئے امیر کے حوالے سے مرکزی عاملہ کے اجلاس 30 جولائی میں کچھ ذمہ داران کے نام زیرِ غور آئے۔ امیر محترم نے مشورہ کے بعد جناب غازی گل کو مذکورہ تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

”حکمتِ بالغہ“ کا احیائے علوم نمبر

تبصرہ نگار: سید قاسم محمود

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے درسِ قرآن کا جو بیج لاہور کی سنگلاخ زمین میں بویا تھا، وہ اتنا بڑھا اور پھلا پھولا کہ اب صحرائے جھنگ کی سوکھی زمین سے ”حکمتِ بالغہ“ کی پتیاں اور ”احیائے علوم“ کے پھول کھلنے لگے ہیں۔ درسِ قرآن نے پہلے ”قرآن اکیڈمی“ کے منظم ادارے کی صورت اختیار کی، لاہور ہی میں نہیں بلکہ جھنگ میں بھی۔ جھنگ کی ”قرآن اکیڈمی“ نے بھی اپنے رنگ اور اپنے حالات کے مطابق ایک ماہوار جریدہ چند سال پہلے ”حکمتِ بالغہ“ کے نام سے شروع کیا جو اسلامی فلسفے کی ایک پرانی اصطلاح ہے۔ حکمت بالغہ نے مئی 2009ء میں اپنا خصوصی شمارہ ”احیائے علوم نمبر“ جاری کیا ہے، جو انجینئر مختار فاروقی صاحب نے مفتی عطاء الرحمٰن کی اعانت سے مدوّن کیا ہے۔

اس خصوصی نمبر کو چار موضوعات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ احیاء العلوم کیا ہے؟ احیاء العلوم کیوں ضروری ہے؟ احیاء العلوم کیسے ممکن ہے؟ اور چوتھے حصے میں ”ریاست، نظام، تعلیم، معلم“ سے متعلق ضروری سوالات و مسائل کی وضاحت اور اُن کے ممکنہ حل مشہور مفکر اور ماہر تعلیم ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کی تحریروں سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اس خصوصی شمارے کا انتساب عصر حاضر کی تین انقلابی شخصیات کے نام ان الفاظ میں کیا گیا ہے: ”اکبر الٰہ آبادی کی شاعری کا پیغام، ڈاکٹر علامہ اقبال کے ارمانوں کی تفسیر، ڈاکٹر رفیع الدین کے خوابوں کی تعبیر، جدید نظام تعلیم کو خداشناس بنانے کی ضرورت کو اجاگر کرنے اور امت کے بیدار مغز ماہرین تعلیم کو جھنجھوڑنے والا“۔ ان مشہور و معروف شخصیات کے ساتھ ساتھ عام سچے مسلمانوں کو فراموش نہیں کیا گیا، بلکہ بڑی دل سوزی اور حکمتِ بالغہ کے ساتھ اُن کے اوصاف کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: ”جو موجودہ خدا بیزار، خدا ناشناس، ابلیسی نظام تعلیم کو مشرف بہ اسلام کر کے خداشناس اور وحی شناس بنانے کا عزم رکھتے ہیں، تاکہ اس نظام تعلیم سے فارغ ہونے والے لاکھوں نوجوان اُس جذبے سے سرشار ہوں کہ پہلے پاکستان اور پھر عالمی سطح پر موجودہ سائنسی ترقی اور جدید سہولتوں کے ساتھ ساتھ شرم و حیا، عفت و عصمت، اللہ اور رسولؐ کے احکام کے اندر آزادی، عدل و انصاف، مساوات، عدل اجتماعی، حاکمیت خداوندی اور کفالتِ عامہ کے تصورات کو حقیقی جامہ پہنانے کے لیے سب کچھ قربان کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں“۔

اس انتساب کو ”احیاء العلوم نمبر“ کی تمہید یا اس کا منشور خیال کرنا چاہیے۔ اس خصوصی شمارے کے تمام مضامین کی سطر سطر میں یہ انتساب ایک پیغام کی صورت میں کہیں نمایاں اور کہیں غیر نمایاں طور پر پوشیدہ ہے۔ ”احیاء العلوم“ کی اشاعت وقت کا عین تقاضا اور نئی جمہوری حکومت کے، تعلیمی نظام بنانے والوں کے لیے ایک چراغ راہ ہے۔ یہ خصوصی شمارہ جدید سائنس کو مذہب اور عقل کو وحی سے ہم آہنگ اور مطابق کرنے کی ایک بروقت، کامیاب اور مدلل کوشش ہے۔ اس کا مطالعہ تفصیل سے کرنا چاہیے۔ مندرجہ ذیل پتے پر خط لکھیے اور ”احیاء العلوم نمبر“ بلا قیمت، بطور تحفہ حاصل کیجیے۔ اس شمارے کی قیمت 60 روپے ہے۔ ”ندائے خلافت“ کے ہر قاری کو چاہیے کہ انجینئر مختار فاروقی کے پاس فرمائشوں کے انبار لگا دیں اور وہ اس یلغار سے خوش ہو کر ”احیاء العلوم“ کا نیا ایڈیشن طبع کرانے پر مجبور ہو جائیں۔

ماہنامہ ”حکمت بالغہ“ قرآن اکیڈمی جھنگ
گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو سوسائٹی، لالہ زار کالونی نمبر 2، جھنگ صدر

افغانستان پر امریکی یلغار

پس پردہ قوت محرکہ: صلیبی جذبہ

ترجمہ: نظر فہیم

Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade

کا قسط وار اُردو ترجمہ

جیمز کیرول نے کہا تھا:
"مذہبی جنگ حقیقی طور پر خطرناک ہوتی ہے۔ یہ شعوری ارادوں کے ساتھ بہت کم شروع کی جاتی ہے۔ اس کا اصل محرک مذہبی عقائد ہوتے ہیں جو جنگجوؤں کواشتعال دلاتے ہیں۔"

16 ستمبر 2001ء کو بی بی سی اور دیگر عالمی میڈیا نے تین اعلانات نشر کیے یعنی (ا) بش کا کروسیڈ کا اعلان (ب) اُسامہ بن لادن کا 9/11 میں براہ راست ملوث ہونے سے انکار پر مبنی بیان اور (ج) ڈک چینی کا اُن ملکوں فوجی قوت کے ساتھ کچلنے کا اعتباہ، جہاں "دہشت گردوں" کو پناہ دی جاتی ہے۔ بش کا اعلان کچھ ایسا تھا: "یہ کروسیڈ جو دہشت گردی کے خلاف جنگ ہے، لمبے عرصے تک جاری رہے گی۔" اُسامہ نے دُنیا کو مخاطب ہو کر کہا: "امریکہ میری طرف انگلی اُٹھا رہا ہے، لیکن میں غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے یہ کام بالکل نہیں کیا۔"
بش نے لفظ "کروسیڈ" کے استعمال کے ساتھ ساتھ اپنے دوستوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ کام ایک نیا فریضہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے بطور ایک مشن تفویض کیا گیا ہے۔ بش کے ساتھ قریبی مراسم رکھنے والے ایک شخص نے نیویارک ٹائمز کو بتایا "بش کے خیال میں اس کام کا اللہ نے اُسے حکم دیا ہے اور یہ کہ اپنے (مسلک کے مطابق) عقیدہ کی بنیاد پر وہ اللہ کی مرضی جانتا ہے کہ اللہ بش سے کیا کرانا چاہتا ہے۔"
اسرائیل کے معروف اخبار ہارٹیز (Ha,artez) کے کالم نگار ارنان ری گولر کے صدر بش کی فلسطینی قیادت کے ساتھ ایک میٹنگ کے متعلق کالم کے آخری پیراگراف کے الفاظ کچھ یوں ہیں: "محمود عباس کے مطابق بش نے کہا، اللہ نے مجھے القاعدہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا، میں نے حملہ کر دیا۔ پھر اس (اللہ) نے مجھے صدام پر حملہ کرنے کا حکم دیا، میں نے تعمیل کی۔ اور اب میں مشرق وسطیٰ کا قضیہ حل کرنے چلا ہوں۔ اگر تم میری مدد کرو تو میں آگے بڑھوں گا اور اگر نہیں تو پھر میں اپنے الیکشن پر فوکس کروں گا۔"
بش نے کوشش کی ہے کہ عوام کے سامنے اُس کے اسلام مخالف جذبہ کا اظہار اور لفظ "کروسیڈ" کا اعادہ نہ ہو، تا کہ مذہبی عقیدہ کی بنیاد پر اُٹھنے والی جنگ پر زد نہ پڑے۔ 16 ستمبر کے اعلان "کروسیڈ" کے 5 ماہ بعد بش نے مسلح افواج کو خطاب کے دوران، آزادی کی تحفظ کے لیے کینیڈا کے ساتھ دینے پر اُس کی تعریف کی۔ سور کے گوشت کے مارکیٹ میں زائد از ضرورت سپلائی کے حوالہ سے بات کرتے ہوئے بش نے مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھنے کا بھی دعویٰ کیا اور چاہا کہ توازن برقرار رکھنے کے لیے گوشت کو بیرونی مارکیٹوں میں ایکسپورٹ کیا جائے گا۔ یہ بات اس نے اس پس منظر میں کہی جس میں اُس نے کہا تھا کہ کروسیڈ کی مہم کے جاری رکھ کر ہم وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہیں گے جو ہم اپنے بچوں اور ان کے بچوں (آنے والی نسلوں) کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں۔"
مارک ملیر اپنی کتاب "Cruel and unusual Bush/ Cheney,s New world order" کے آخری حصہ میں رقمطراز ہے: "بش دراصل دہشت گردی کے خلاف جنگ کو ایک نیا کروسیڈ مانتا ہے۔ اس کے خاندان کے ایک فرد کا قول ہے کہ جارج کہتا ہے کہ وہ (مسلمان) عیسائیوں کو قتل کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم عیسائی اس کا زیادہ قوت اور سختی کے ساتھ ایسا جواب دیں گے کہ وہ ہمیشہ کے لیے یاد رکھیں گے۔"
اس پر تقریباً تمام امریکی قوم متفق تھی کہ ڈبلیو ٹی سی اور پنٹا گون پر حملوں میں بڑے پیمانے پر ہلاکتوں کے پیچھے کارفرما لوگوں، ان کے معاونین اور تائید کنندگان پر سخت سے سخت ضرب لگائی جائے۔ ان کی نظر میں اصل دُشمن صرف وہی لگتے تھے جنہیں میڈیا اس غرض سے تیار کردہ سٹیج سے پیش کر رہا تھا۔ ان کے ذہن پر تو سال بھر سے جاری پروپیگنڈا ہی مسلط رہا، جو افغانستان پر حملہ اور قبضہ کے جواز کے لیے مسلسل کیا جاتا رہا۔ اس ضمن میں اس سوال کا جواب دینے کے لیے کسی نے نہ سوچا کہ کیا یہ طالبان جیسے لوگوں کے بس کا کام ہے؟ اور کیا القاعدہ کی تکنیکی اور دیگر استعداد اور مہارت اتنی ہے کہ وہ ایسے پیچیدہ اور پُر مہارت حملے کرا سکے؟
چونکہ "لفظ کروسیڈ" (مذہبی جنگ) اپنے اندر ایک اخلاقی پہلو لیے ہوئے ہے، لہٰذا بش نے اس لفظ کا استعمال کیا۔ اس کے پس منظر میں 9/11 کا حادثہ تھا، جو بہرصورت بدلہ کے لیے ایک اخلاقی جواز مہیا کرتا تھا۔ بش اپنی ضد کو پورا کرنے میں پکا تھا۔ کروسیڈ کا الزام مسلمانوں کے نام کرنے کے لیے Concise Histrory of the Crusade کے مصنف تھامس ایف ماڈون نے "نیشنل ریویو" میں لکھا: "کروسیڈ تو دُشمن (مسلمانوں) کی سوچ پر پہلے ہی سے سوار چلا آرہا تھا۔ بش نے تو صرف اپنے طرز عمل سے مسلمانوں کی توجہ اس طرف مبذول کرائی۔" ان کروسیڈرز (بش اینڈ کو) کے ارادے 9/11 سے بہت پہلے ان کے اقوال اور افعال سے صاف جھلکتے تھے۔
میڈیا پر قابض ماڈون جیسے "جنگ پسندوں" نے بش کے اس قول کو کہ "مسلمانوں پر کروسیڈ کا دھن سوار ہے" نفسیاتی طور پر اور زیادہ رائج کرنے کے لیے دلائل دینا شروع کیے۔ دعویٰ کیا گیا کہ کروسیڈ تو بہرحال ایک مدافعانہ جنگ ہے، اور اب کے یہ اس ردعمل کے طور پر سامنے آیا ہے جو عیسائیوں کی دو تہائی سرزمین پر مسلمانوں کے قبضہ کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ اسی طرح افغانستان پر جارحیت کو بھی امریکہ کے اوپر حملہ کا ردعمل قرار دیا گیا۔
بش کے اکیسویں صدی کے "کروسیڈ" کے اعلان کے ردعمل میں مسلم دُنیا میں ممکنہ تحریک کی پیش بندی کے لیے، کروسیڈ کی کل تاریخ کو مسلمانوں کی پیش قدمی کے ایک ردعمل کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ رائے عامہ کو اپنے حق میں دیکھ کر بش نے دلجمعی کے ساتھ افغانستان پر جارحیت کو کروسیڈ سے موسوم کر کے اس کا کوڈ نام "لامتناہی انصاف (Infinite Justice)" رکھ دیا، جو بلا شبہ خدائی اختیار کے زمرہ میں آتا ہے۔ دُنیا میں ان اصطلاحات کے استعمال سے ایک اضطراب تو پیدا ہوا، تاہم دور جدید کے کروسیڈرز نہیں چاہتے تھے کہ تمام مسلمان ردعمل کے طور پر

اُٹھ کھڑے ہوں جب تک کہ امریکہ اپنے نظریاتی حریفوں طالبان پر وار نہ کرے۔ اس وجہ سے امریکہ میں جنگجوؤں (War Lords) نے جنگ سے پہلے ہی کروسیڈ کو ''آپریشن انڈیورنگ پیس (Operation Enduring Peace) کی اصطلاح میں بدل دیا۔

بش نے کہا:

''کروسیڈ کی مہم جاری رکھ کر ہم وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہیں گے جو ہم اپنے بچوں اور ان کے بچوں (آنے والی نسلوں) کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں۔''

اگر قدیم کروسیڈرز کے دور دراز علاقوں پر حملوں اور قتل وغارت کے عمل کو (ان کے قول کے مطابق) دفاعی جنگیں مان بھی لیا جائے، پھر بھی افغانستان پر حملہ کسی بھی صورت میں ایک مدافعتی جنگ تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ درحقیقت حملہ کے وقت افغانستان سے امریکہ کو کوئی خطرہ ہو نہیں سکتا تھا، کیونکہ وہاں کوئی بین الاقوامی دور مار اسلحہ (ICBMs) وغیرہ تو تھا نہیں۔ اگر اس وقت افغانستان میں کسی کو امریکہ پر حملہ کا خبط لاحق ہوتا تو پہلے اُسے امریکہ میں داخل ہونا، ضروری تکنیکی مہارت حاصل کرنا اور پھر اسے بروئے کار لانے کی استعداد حاصل کرنا پڑتی۔۔۔۔ واحد لاحق خطرہ ان دہشت گردوں سے تھا جو پہلے سے یورپ اور امریکہ میں موجود تھے۔ واضح اور نمایاں خطرہ کی عدم موجودگی میں کسی بھی حملہ کے لیے سلامتی کونسل کی اجازت (authorization) ضروری ہوتی ہے۔ اس کے لیے امریکہ نے کوئی تکلف گوارا نہیں کیا۔ 9/11 سے آغاز جنگ تک 25 دن کا بخیریت گزر جانا اس بات کی دلیل ہے کہ امریکہ کے لیے کوئی واقعی واضح نمایاں خطرہ تھا ہی نہیں، جو کسی فوجی کارروائی کا جواز بن سکے، جیسا کہ آگے جاکر ان صفحات پر ہم ثابت کریں گے کہ تمام لاجسٹک انتظامات 9/11 سے بہت پہلے مکمل کیے جاچکے تھے، جن کی بدولت 25 دن کی قلیل مدت میں حملہ ممکن ہوا۔

بش انتظامیہ کی رواں پالیسی Unilateralism کی رہی، کیونکہ اس نے کیوٹو پروٹوکول کو خیر باد کہا تھا، اور روس کے ساتھ AMB معاہدہ کا بھی انقطاع کرچکا تھا ۔۔۔۔۔ اس کی بجائے اب وہ Multilateral پالیسی اختیار کرنا چاہتا تھا۔ جس کا حقیقی مفاد یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ مل کر بین الاقوامی معاملات میں ایک نہایت جمہوری، شفاف اور قابل مواخذہ طریق کار کے مطابق کردار ادا کیا جائے۔ اس کے برعکس بش انتظامیہ چاہتی تھی کہ پہلے سے اپنے اغراض کے مطابق ایجنڈے کا تعین کیا جائے اور اس قسم کے حربہ کو Multilaterlaism کا نام دیا جائے۔ اپنے پالیسی سازوں کے حقیقی ایجنڈا کو مسلسل چھپا کر امریکہ نے ہمیشہ صحیح راہ پر چلنے کی مخالفت کی ہے۔ افغانستان پر قبضہ کی خاطر حملہ کے لیے سلامتی کونسل کی اجازت کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ امریکہ اپنے معمول کے ترغیبی طریقے استعمال کر کے سلامتی کونسل کو اپنی بات منوانے کے لیے جھکا سکتا تھا، تاہم امریکہ کو اپنے اقدامات کے جائز ہونے کا 9/11 حادثہ کے تناظر میں اتنا یقین تھا کہ اس نے ایسا کرنے کی رسمی کوشش بھی نہیں کی۔ اس سے صاف جھلکتا ہے کہ امریکہ بالکل کسی کھٹکے کے بغیر تنہا ہی اس جارحیت کو اپنا جائز حق سمجھتا تھا۔ ایسا کرتے ہوئے وہ مستقبل میں اس قسم کی مہم جوئی کے لیے ایک مثال قائم کرنا چاہتا تھا۔

درحقیقت بش کو اس قسم کے سیاسی رجحانات وخیالات اپنے باپ سے کم اور زیادہ تر اپنے پیش رو رونلڈ ریگن سے ملے، جو برائی کی محور ریاست (Evil Empire) اور صلیبی جنگ (Cursade) جیسی اصطلاحات پر یقین رکھتا تھا۔ خود بش اور اس کے معاونین کے مذہبی عقائد نے اس قسم کے خیالات کی مزید آبیاری کردی، جیسے کہ مسلمانوں کی اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کی تمنا رہی ہے۔ اسی مذہبی جذبے اور سہارے کو بش انتظامیہ نے بھی اپنی راہ نکالنے کے لیے استعمال کیا۔ یہ سب کچھ ایک رات میں تو نہیں ہوا۔ کئی سالوں پر محیط متعصبانہ رپورٹنگ اور ایک لامحدود ڈس انفارمیشن مہم کے نتیجہ میں طالبان حکومت کو گرانے کے لیے ذہن سازی ہوچکی تھی۔ امریکہ کے مذہبی فرنٹ نے سیاسی قیادت کی مکمل پشت پناہی کرکے مسلح افواج اور دیگر ذرائع کو زیر نظر دشمنوں کے خلاف متحرک کرنے میں مدد دی۔ جدید کروسیڈ کے ضمن میں مذہبی فرنٹ کے کردار سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح مذہبی ادارے اور افراد اہم سیاسی فیصلوں جیسے مسلمان ملکوں پر حملے اور قبضے میں ایک اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال رومی کلیسا کے دو اخباروں کا وہ رد عمل ہے، جو امریکی انتخابات پر سامنے آیا۔ اخبار L.osservator Romano نے 2004ء کے انتخابات میں بش کی کامیابی کا تذکرہ تک نہیں کیا۔ اس کے بالکل برعکس روزنامہ Avvenire نے جو اٹالین بشپ کانفرنس کے صدر کارڈینل کمیلو رینی کی ملکیت ہے، بش کی فتح کو سراہا۔ یاد رہے کہ کارڈینل رینی ضلع روم (diocese) کے لیے پوپ کے نائب بھی ہیں۔ اخبار Romano کی غیر جانبداری اور سفارتی اصولوں کا لحاظ یقیناً قابل قدر ہیں۔ تاہم بش کی فتح پر مکمل خاموشی سے کچھ مشکوک رویہ کی بُو آتی ہے۔ تفصیلات کو یاد رکھنے والوں کو یاد ہوگا کہ 2000 کے الیکشن میں بش کی صدارتی کامیابی پر ویٹی کن نے اطمینان کا سانس لیا تھا، جبکہ 2004ء میں اپنے سرکاری فریضہ سے ہٹ کر غیر جانبدارانہ کے برعکس رویہ اختیار کرنا حیران کن ہونے کے علاوہ کسی چیز کو قصداً چھپانے کی کوشش کی نشاندہی کرتا ہے۔ تاہم اکیسویں صدی میں کسی بات کو چھپانا خاصا مشکل کام ہے۔ 4 جون 2006ء کے اٹلی کے روزنامہ ''کوریئر ڈیلا سرا'' میں پوپ کے ایک نہایت وفادار صحافی لیگی اکاٹولی نے پوپ کے دفتر سے جاری شدہ نکتہ نظر کی رپورٹنگ کرتے ہوئے لکھا: ''پوپ نے فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ Evangilical بش کو کیتھولک جان کیری پر ترجیح دیتے ہیں اور یہ کہ وہ اس (بش) کی کیتھولک ووٹوں سے مدد کرنا چاہتے ہیں''۔ ویٹی کن کے ایک نہایت بااعتماد مبصر جان ایل ایلن نے جو روم میں امریکی ہفتہ وار جریدے ''نیشنل کیتھولک رپورٹر'' کے نمائندے ہیں، چار سال پہلے کے ایک خیالی ووٹنگ کے حوالہ سے لکھا کہ ''ویٹی کن ذمہ داران اور اہلکاروں کے رجحان کے مطابق بش اور الگور کے ووٹوں کا تناسب 40 اور 60 ہوگا''۔ اس کے برعکس اخبار ''Avvenire'' نے رائے عامہ کے ان مایوس تجزیہ کاروں کے مقابلہ میں بش کا ساتھ دیا، جو بش کی فتح کو ایک اجڈ، لاعلم، خودغرض، مذہبی فرقہ پرست امریکہ کے ہاتھوں ایک آزاد سیکولر متحمل اور معتدل امریکہ کی شکست خیال کرتے تھے۔ اخبار نے اپنے بعض اداریوں اور جیو رجیو فراری کے اہم مضمون ''ہم، امریکہ کے قلب سے'' میں ان تجزیوں کا رد کرکے بالکل برعکس نکتہ نظر پیش کیا۔ فراری کے نظر میں بش یا اس کے انتخابی منیجر کارل روو کا ہدف صرف جنگ یا اُسامہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ امریکی اقدار کی حفاظت بھی رہا، جسے ہم یورپ والوں کو جاننا چاہیے۔ (جاری ہے)

اسلام آباد میں امریکی سفارتخانہ یا فوجی چھاؤنی؟

ہفت روزہ ''ندائے ملت'' کا اداریہ

ایک معاصر روزنامے نے خبر دی ہے کہ ''امریکہ نے نام نہاد سیکیورٹی وجوہات کی آڑ لیتے ہوئے اپنے اسٹریٹجک مفادات کے تحت اسلام آباد میں مزید ایک ہزار اہلکاروں کی تعیناتی کا منصوبہ بناتے ہوئے ان کی تعیناتی کے لیے ترکی کی ایک فرم کے ذریعے امریکی سفارتخانے کے اندر 135 کمرے تعمیر کرا لیے ہیں۔ جس کی وجہ سے امریکی سفارتخانے کی توسیع کے محرکات سے پاکستان میں شکوک وشبہات پیدا کرنے لگے ہیں۔ بعض ماہرین کے نزدیک اس بات کا خدشہ ہے کہ امریکی فوجیوں کی آمد ملکی سلامتی کے لیے خطرات کا سبب بن سکتی ہے، جبکہ بعض حکام کو یقین ہے کہ جو بظاہر نظر آرہا ہے حقیقت اس سے مختلف ہو سکتی ہے۔ پاکستان کے سابق سیکرٹری خارجہ شمشاد احمد خان کے مطابق ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ اب اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کو خطے کا ریموٹ کنٹرول بنانا چاہتا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق اسلام آباد میں پہلے ہی 750 امریکی فوجی موجود ہیں جبکہ پاکستان نے امریکہ کو صرف 350 فوجی رکھنے کی اجازت دی تھی۔ امریکی مقاصد کے لیے اسلام آباد کی سی ڈی اے کی کھربوں روپے کی 18 ایکڑ اراضی صرف ایک ارب میں امریکی سفارتخانے کو فروخت کر دی گئی ہے۔ ایک ارب ڈالر مالیت کے اس منصوبے کے تحت سفارتخانے کی مرکزی عمارت کی توسیع پر 405 ملین ڈالر جبکہ 330 اہلکاروں کی رہائش کے لیے کمپلیکس کی تعمیر پر 11 ملین اور 250 ہاؤسنگ یونٹس کی تعمیر پر 197 ملین ڈالر خرچ ہوں گے۔ اس سارے معاملے میں سب سے زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ پاکستانی حکومت پر یہ دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ امریکی فوجیوں کو لے جانے والی ڈائن کور آرمڈ پرسنل کیریئرز درآمد کرنے کی اجازت دے۔ اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے کے ڈپٹی چیف جیرالڈ فیئر اسٹین کا دعویٰ ہے کہ امریکہ کو اسلام آباد کے امریکی سفارتخانے کے لیے بڑے پیمانے پر میرینز و اسٹاف کی ضرورت ہے۔ یہ منصوبہ ابھی زیر غور ہے تاہم اسے ابھی حتمی شکل نہیں دی گئی ہے۔ اوباما انتظامیہ کی جانب سے کمٹمنٹ کے بعد مستقبل کی ضروریات کے لیے یہ ضروری ہے اور سفارتخانے کی توسیع کا مقصد سیکیورٹی وجوہات ہیں۔۔۔''

ان تمام تفصیلات کو جاننے کے بعد اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کچھ عرصہ قبل عالمی اور مقامی میڈیا میں اسلام آباد پر طالبان کے قبضے کی جو افواہیں اڑائی جا رہی تھیں دراصل ان کی آڑ میں امریکی سفارتخانے کو فوجی چھاؤنی میں بدلنے کا منصوبہ کارفرما تھا اور حالات اس وقت ایسا رخ اختیار کرتے محسوس ہو رہے ہیں جیسے امریکہ اسلام آباد میں اپنے سفارتخانے کو توسیع نہیں دے رہا بلکہ پینٹاگون کا ''علاقائی آفس'' بنا رہا ہے۔۔۔!!

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد اس وقت ایسے حفاظتی حصار میں جکڑ دیا گیا ہے جیسے ہم کسی شہر میں نہیں بلکہ ''حساس تنصیبات'' والے ''نوگو ایریا'' میں آ گئے ہوں، جہاں پر جگہ جگہ ناکے لگے ہوئے ہیں اور ہر چند قدم کے فاصلے پر انسان کو سر سے لے کر پیر تک تلاشی دینا ہوتی ہے۔ وطن عزیز میں یہ تمام نوبت امریکہ بہادر کی وجہ سے آئی ہے۔ امریکی سفارتخانے کی ہوشربا توسیع اور اس میں کیے جانے والے عسکری انتظامات پہلے بھی وطن عزیز کی صحافت میں زیر بحث رہے ہیں۔ اس سے پہلے 9 جون کو پشاور کے فائیو اسٹار ہوٹل کی تباہی کے تناظر میں یہ خبریں سامنے آ رہی تھیں کہ امریکی وہاں پر اپنا قونصل خانہ بنانا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں ہوٹل مالکان سے بات چیت نتیجہ خیز مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔۔۔ بعد میں جو کچھ ہوا سب کے سامنے ہے۔ سفارتخانے کسی بھی ملک میں اپنے ملک کی نمائندگی کے لیے سفارتی مشن کے طور پر کام کرتے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر ان کے منظور شدہ کچھ حدود و قیود ہوتی ہیں جن کے دائرے میں رہ کر یہ سفارتی مشن اپنی خدمات انجام دیتے ہیں۔ لیکن امریکہ تمام عالمی برادری کا ایک ایسا ''انوکھا لاڈلا'' ہے جو سفارتی آداب اور قیود کو خاطر میں لانا اپنی توہین سمجھتا ہے۔ اسے یہ بھی پروا نہیں ہوتی کہ جس ملک میں اس کے ''سفارت کار'' کھلے عام مٹر گشت کریں گے وہاں اس کی خودمختاری پر سوالیہ انگلیاں اٹھائی جا سکتی ہیں۔ لیکن جب ''میزبان ملک'' کے حکام خودسپردگی کی اس اسفل ترین سطح پر پہنچ جائیں کہ عزت نفس کا احساس تک جاتا رہے وہاں امریکی سفارتخانوں میں اسی طرح توسیع ہوتی ہے۔۔۔

وفاقی دارالحکومت میں اتنی حساس سرگرمیوں سے کیا پاکستان کا ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس بے خبر ہیں؟ پاکستانی وزیر داخلہ کو سینکڑوں میل دور جنوبی پنجاب میں طالبان کی خوشبو تو آ جاتی ہے لیکن خود اسلام آباد میں جہاں وہ خود بھی مقیم ہیں، اتنی بڑی تعداد میں امریکی فوجیوں کی موجودگی نظر نہیں آتی۔ آخر سی ڈی اے نے کس کے احکامات کے تحت کھربوں روپے کی زمین امریکیوں کو محض ایک ارب روپے میں مہیا کی ہوگی؟ اگر پاکستان کے کاسہ لیسوں نے کسی ''مجبوری'' کے تحت امریکہ کو 350 فوجی ''سیکیورٹی'' کی خاطر رکھنے کی اجازت دے دی تھی تو 750 فوجیوں کی اسلام آباد میں موجودگی کا نوٹس کس نے لینا تھا؟ پاکستانی دفتر خارجہ کے بابو تو خیر دور دور تک اس قسم کے استفسار کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اسلام آباد میں امریکہ کے سفارتی کم عسکری سرگرمیاں ایک طرف ہیں تو دوسری جانب پشاور کے علاقے یونیورسٹی ٹاؤن میں امریکہ کی نجی سیکیورٹی فرم بدنام زمانہ بلیک واٹر کی موجودگی کے شواہد بھی سامنے آئے ہیں۔

پاکستان اس وقت تاریخ کے انتہائی نازک موڑ سے گزر رہا ہے۔ پورا ملک بدترین لوڈشیڈنگ اور مہنگائی کا شکار کر دیا گیا ہے تو دوسری جانب سابق آمر کے غیر آئینی اقدامات کے حوالے سے ایک ہنگامہ آرائی کا سماں ہے۔ اس تمام افراتفری سے فائدہ اٹھا کر امریکہ سفارتی سرگرمیوں کے نام پر عسکری پنجے گاڑ رہا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ امریکیوں کی ان سرگرمیوں کا نوٹس لیں اور انہیں باور کرائے کہ پاکستان ایک آزاد اور خودمختار ملک ہے اور اپنے وفاقی دارالحکومت میں موجود غیر ملکی سفارتی مشنوں کی حفاظت کا فریضہ انجام دینا جانتا ہے۔ اس لئے امریکہ کو بلاجواز اتنی بڑی تعداد میں سیکیورٹی کا بندوبست کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے نہ صرف پاکستان کی خودمختاری پر حرف آتا ہے بلکہ امریکہ مخالف عناصر کو اسلام آباد کو نشانہ بنانے کا موقع ملے گا جس کا سراسر نقصان صرف پاکستان کو ہی ہوگا۔

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام دعوتی اجتماع

12 جولائی 2009ء کو بروز اتوار تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام ایک روزہ اجتماع ہمدرد ویلفیئر سنٹر بدرشی میں منعقد ہوا۔ اجتماع کا آغاز قاضی فضل حکیم کے افتتاحی کلمات سے ہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے ''قرآن حکیم اور علامہ اقبال'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ انہوں نے قرآن حکیم سے علامہ محمد اقبال کی والہانہ محبت کا ذکر اُن کی شاعری اور مختلف واقعات کے حوالے سے کیا، جس میں انہوں نے یوسف سلیم چشتی کا وہ واقعہ بھی بیان کیا، جس میں علامہ اقبال کے سورۃ الحشر کی آیت سے تصورِ خودی کے استدلال کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال کی شاعری میں ہمیں دو چیزیں ملتی ہیں: ایک خودی اور دوسرا عشق۔ عشق نصب العین ہے اور خودی نصب العین حاصل کرنے کا جذبہ۔ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے قرآن کی اصل روح یعنی ہدایت پر زور دیا۔ چائے کے وقفے کے بعد معتمد تنظیم اسلامی نوشہرہ نے ''قرآن حکیم اور ہم'' کے عنوان پر مذاکرہ کرایا، جس میں انہوں نے مختلف سوالات کی مدد سے رفقاء پر قرآن مجید کے حقوق واضح کیے۔ اس کے بعد ڈاکٹر وقار الدین نے اپنے مخصوص انداز میں وائٹ بورڈ کی مدد سے ''قرآن حکیم اور ہمارا نصب العین'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب ایک چیز کسی کا نصب العین بن جاتی ہے تو پھر شعوری اور لاشعوری طور پر وہ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔ انہوں نے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ قرآن حکیم سب نصب العینوں میں سے سب سے اونچا نصب العین ہے جس میں مالک حقیقی کا اصل تعارف موجود ہے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ بھی جو کہ حقیقی نصب العین ہے۔ اسی دوران امیر حلقہ سرحد جنوبی میجر (ر) شیخ محمد اور امیر تنظیم اسلامی پشاور خورشید انجم بھی تشریف لے آئے۔ فضل حکیم کی دعوت پر امیر حلقہ نے ''دعوت قرآنی کا ابلاغ اور تنظیم اسلامی'' کے موضوع پر مختصر بات کی۔ انہوں نے شیخ الہند کی اس بات کا ذکر کیا جو انہوں نے مالٹا میں اسیری کے بعد دیوبند میں فرمائی تھی کہ مسلمانوں کی باہمی نااتفاقی کا اصل سبب قرآن سے دوری ہے۔ حدیث میں ہے کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ تنظیم اسلامی اسی بنیاد پر قائم ہوئی ہے کہ قرآن کے پیغام کو گھر گھر پہنچائے اور لوگوں کو رجوع الی القرآن کی دعوت دے اور قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی نظامِ زندگی کو عملاً نافذ کیا جائے۔ اس کے بعد پشاور تنظیم سے آئے ہوئے رفیق جشید عبداللہ نے ''قرآن حکیم اور صحابہ کرامؓ'' کے حوالے سے بات کرتے ہوئے ان کی ایمانی زندگی سے چند ایمان افروز واقعات سنائے اور واضح کیا کہ ان کی زندگیاں کس طرح قرآن حکیم نے بدل دی تھیں۔ کھانے کے وقفہ کے بعد بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خطاب ''قرآن حکیم کی عملی رہنمائی'' کی ویڈیو چلائی گئی۔ آخر میں قاضی فضل حکیم نے ''حاصل اور لاحاصل'' پر لیکچر دیا، جس میں انہوں نے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ لاحاصل چیزوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے اور ایک رفیق تنظیم کو تو ایسی چیزوں سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے جو فضول ہوں۔ لاحاصل چیزوں میں فضول بحث و مباحثہ، تفاخر، ریا، عُجب وغیرہ شامل ہیں اور جو چیزیں حاصل کرنے کی ہیں اُن کو آگے بڑھ کر حاصل کرنا ہر رفیق کی ذمہ داری ہے۔ اِن میں تعمیر کردار، ذوق و شوق، تعلیم و تحقیق، عفو و درگزر، عجز و انکساری اور درس و تدریس وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اُسرہ و تنظیمی اجتماع میں ہر رفیق اپنی شرکت کو یقینی بنائے۔ اس اجتماع میں 18 رفقاء اور 10 احباب نے شرکت کی۔ آخر میں شرکاء کی شربت سے تواضع کی گئی اور نماز عصر سے کچھ دیر پہلے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیری سعی کو قبول فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: محمد سعید قریشی)

تنظیم اسلامی پشاور کے زیر اہتمام ماہانہ تنظیمی اجتماع

تنظیم اسلامی پشاور کے زیر اہتمام 16 جولائی بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ماہانہ تنظیمی اجتماع دفتر تنظیم اسلامی پشاور میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز مقامی ناظم دعوت محمد جشید عبداللہ کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے دعوت کے موضوع کو بیان کرتے ہوئے دعوت کی فرضیت، اہمیت اور فضیلت کے علاوہ اس کے عملی پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور رفقاء کو دعوتی کام میں اپنا حصہ ڈالنے کی ترغیب دی۔ بعد ازاں بانی محترم کا منتخب نصاب نمبر 2 کا ویڈیو خطاب دیکھا گیا، جو سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 102 تا 104 پر مشتمل ہے۔ اختتامی خطاب میں مقامی امیر تنظیم خورشید انجم نے شکر اور استغفار کے حوالے سے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں سب سے زیادہ شکر راہِ ہدایت کے مل جانے پر ادا کرنا چاہیے اور اس نعمت کا احساس کرنا چاہیے اور نظم کے تقاضوں میں کوتاہیوں پر استغفار کو معمول بنا لینا چاہیے۔ اس موقع پر اُسروں اور رفقاء کے درمیان مواخات کا نظام ترتیب دیا گیا اور رفقاء کو لٹریچر کے مطالعہ کی ترغیب دی گئی۔ تقریباً ساڑھے دس بجے اجتماع کا اختتام ہوا اور اختتام اجتماع پر نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی۔

(رپورٹ: رفیق تنظیم)

اُسرہ خواتین نوشہرہ کا ماہانہ دعوتی اجتماع

18 جولائی 2009ء بروز ہفتہ صبح 9 تا 11 بجے اُسرہ خواتین کے زیر اہتمام ایک دعوتی اجتماع بمقام ہمدرد ویلفیئر سنٹر بدرشی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کے لیے اُسرہ خواتین کی نقیبہ صاحبہ کو ''بدعات کی حقیقت'' پر بیان کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ نقیبہ صاحبہ نے بدعت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم سمجھایا۔ انہوں نے واضح کیا کہ دین میں ہر وہ نیا عمل بدعت کہلائے گا جو عبادات یا ثواب اور نیکی سمجھ کر کیا جائے لیکن شریعت میں اس کی کوئی بنیاد یا ثبوت نہ ہو، جو عمل نہ تو نبی اکرم ﷺ نے خود کیا اور نہ ہی کسی کو اس کا حکم دیا اور نہ ہی اس کی اجازت دی ہو۔ ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ بدعت دین کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی شے ہے۔ انہوں نے موضوع کے حوالے سے آیات قرآنی اور احادیث کا ذکر کیا اور صحیح مسلم کی اُس حدیث کا بطور خاص حوالہ دیا جس کو ہم اکثر خطبہ جمعہ میں سنتے ہیں کہ ''یقیناً بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور بدترین کام دین میں نئے پیدا کردہ کام ہیں اور ہر نیا کام بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام جہنم ہے۔'' اجتماع کے اختتام پر شریک خواتین کی

حلقہ بہاولپور و بہاولنگر میں دورہ ترجمہ قرآن کے پروگراموں کی تفصیل

تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر و بہاولپور کے تحت رمضان المبارک کے دوران مندرجہ ذیل مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن/ خلاصۂ تعلیمات قرآن کے پروگرام منعقد ہوں گے (ان شاءاللہ)

نمبر شمار	مقام	مدرس	نوعیت
1	ہارون آباد: مسجد فاطمہ المعروف مسجد جامع القرآن	محمد منیر احمد	مکمل دورۂ ترجمہ قرآن مع تراویح
2	ہارون آباد: قرآن اکیڈمی نزد اقبال سویٹ	نثار احمد شفیق	مکمل دورۂ ترجمہ قرآن مع تراویح
3	بہاولنگر: مسجد قرآن والسنت فاروق آباد شرقی	پروفیسر محمود اسلم	خلاصۂ تعلیمات قرآن مع تراویح
4	چشتیاں: ملت آئی اینڈ جنرل ہسپتال	محمد امین نوشاہی	خلاصۂ تعلیمات قرآن مع تراویح
5	بہاولپور: مدنی مسجد گلی نمبر 12 مسلم ٹاؤن	میجر محمد انور خان	خلاصۂ تعلیمات قرآن مع تراویح

ٹھنڈے مشروب سے تواضع کی گئی۔ اس اجتماع میں 4 رفیقات کے علاوہ دیگر 55 خواتین نے شرکت کی۔ (رپورٹ: اہلیہ جان نثار اختر)

تنظیم اسلامی اسرہ بورے والا کے زیر اہتمام ماہانہ فہم دین پروگرام

19 جولائی 2009ء کو اسرہ بورے والا کے زیر اہتمام الدعوۃ ماڈل سکول میں فہم دین پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کے مدرس سیف الرحمٰن رضا تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے دین کے ہمہ گیر تصور کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس پروگرام کا دوسرا موضوع دینی فرائض کا جامع تصور تھا۔ اس پر بھی سیف الرحمٰن رضا نے گفتگو کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ ایک مسلمان کو چاہیے کہ خود اللہ کا بندہ بنے، معاشرے میں دعوت بندگی کا علمبردار بن کر کھڑا ہو اور اللہ تعالیٰ کے عطا کیے ہوئے نظام زندگی کے قیام کے لیے کوشاں ہو۔ اس کے بعد بھی سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ یہ پروگرام پونے ایک بجے تک جاری رہا۔ دعائے مسنونہ کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام میں شرکاء کی تعداد 8 تھی۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

تنظیم اسلامی پشاور کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی اجتماع

تنظیم اسلامی پشاور کے زیر اہتمام 23 جولائی بروز جمعرات پشاور کے قریب ایک گاؤں ''جھگڑا'' میں ایک روزہ دعوتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس پروگرام کا اہتمام موضع جھگڑا میں مقیم رفیق تنظیم اسلامی برادرم امجد پرویز نے کیا۔ قبل از مغرب تمام رفقاء جامع مسجد نمرہ میں اکٹھے ہوئے اور پروگرام کے لئے تین ٹیموں کو ترتیب دیا گیا، جن میں جامع مسجد عبدالسلام میں برادرم سمیع اللہ، جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ میں برادرم وارث خان اور جامع مسجد نمرہ میں برادرم حارث نعمان نے فرائض دینی کے جامع تصور کے موضوع پر خطاب کیا اور اہل علاقہ کے سامنے کتاب وسنت کی جانب سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو واضح کیا۔ نماز عشاء کے بعد انہی مساجد میں سمیع اللہ، وارث خان اور خورشید انجم نے دروس قرآن دیئے، جن میں دینی فرائض کے حوالے سے کی گئی گفتگو کا اعادہ کیا گیا۔ آخر میں برادرم امجد پرویز کی جانب سے تمام رفقاء کو کھانا کھلایا گیا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

ماہانہ شب بیداری تنظیم اسلامی ایبٹ آباد

25 جولائی کو تنظیم اسلامی ایبٹ آباد کے زیر اہتمام مسجد اللہ والی ٹھاکرہ مانسہرہ میں شب بیداری کا انعقاد کیا گیا۔ ابتدائی کلمات کے بعد جناب ذوالفقار علی نے سورۃ البقرہ کے 23 ویں رکوع کے درس سے پروگرام کا آغاز کیا۔ بعد ازاں رفقاء کے دو گروپ بنائے گئے۔ ایک گروپ نے دعوتی گشت کیا اور لوگوں کو مغرب کے بعد درس کی دعوت دی۔ دوسرے گروپ کو راقم نے مسنون دعا کا مذاکرہ کروایا۔ بعد نماز مغرب مقامی امیر جناب عبدالرحمان رفیع نے ''عظمت صیام وقیام رمضان'' کے موضوع پر درس دیا۔ انہوں نے روزے کی حقیقت، اس کے مقاصد، قیام اللیل اور اس کے اجر و ثواب کے حوالے سے مؤثر گفتگو کی۔ بعد نماز عشاء ذوالفقار علی نے درس حدیث دیا اور رمضان کی اہمیت وفضیلت کو حدیث کی روشنی میں بیان کیا۔ بعد ازاں طارق صاحب نے ''نبی اکرم ﷺ رمضان المبارک کیسے گزارتے تھے'' کے عنوان پر گفتگو کی۔ آرام کے وقفے کے بعد رفقاء رات کے آخری پہر بیدار ہوئے۔ انفرادی نوافل کے بعد سورۃ الکہف کے آخری رکوع کی تلاوت کی گئی اور عبدالرحمان رفیع نے رفقاء کی قراءت میں پائی جانے والی غلطیوں کی اصلاح کی اور بعد ازاں اسی رکوع کا مذاکرہ کرایا۔ اس کے بعد راقم نے مسنون دعا کا مذاکرہ کرایا۔

بعد نماز فجر عبدالرحمان رفیع نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے قرآن مجید کے حقوق بیان کیے، اور واضح کیا کہ رمضان میں قرآن کے ساتھ ہمارا تعلق اور بھی زیادہ مضبوط ہونا چاہیے۔ اشراق اور ناشتے کے وقفے کے بعد جناب عاصم رحمان نے ''روزہ اور دعا'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ اس کے بعد راقم نے ''روزہ اور رزق حلال'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ بعد ازاں ''اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت'' نامی کتابچے کا اجتماعی مطالعہ کیا گیا۔ آخر میں پروگرام کو بہتر بنانے کے لیے تجاویز لی گئیں۔

اللہ تعالیٰ رفقاء کی یہ سعی وجہد اپنے دربار میں قبول ومنظور فرمائے اور اسے ہمارے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ (مرتب: اسد قیوم)

قرآن فہمی بذریعہ خط وکتابت کورسز

گھر بیٹھے قرآن کی ابدی تعلیمات سے آگاہی اور عربی زبان کے بنیادی قواعد سیکھنے کا

نادر موقع!

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام اپنی نوعیت کے 3 منفرد

خط وکتابت کورسز میں داخلے جاری ہیں:

۱) قرآن حکیم کی فکری وعملی رہنمائی

قرآن کی ابدی ہدایت سے استفادے کے نقطۂ نگاہ سے یہ نہایت مفید اور مؤثر کورس ہے۔ اس کورس کے لئے اضافی مواد مطبوعہ کتابچوں، 44 آڈیو کیسٹس کے سیٹ اور کمپیوٹر CD کی صورت میں فراہم کیا گیا ہے۔

۲) عربی گرامر خط وکتابت کورس (I,II,III)

قرآن وحدیث کی زبان یعنی عربی کے قواعد سے واقفیت کے لئے عربی گرامر کورس مرکزی انجمن کی شائع کردہ کتاب آسان عربی گرامر کے تین حصوں پر مشتمل ہے، جس میں عربی گرامر کے تقریباً تمام ضروری قواعد کا احاطہ کیا گیا ہے۔

۳) ترجمہ قرآن حکیم کورس

یہ کورس خصوصی طور پر نوجوان طلبہ وطالبات کے لئے ترتیب دیا گیا ہے، جنہیں قرآنی الفاظ کے معانی براہِ راست سمجھائے اور یاد کرائے جاتے ہیں اور اس طرح آیات قرآنی کا مفہوم سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

داخلہ کے خواہش مند حضرات پراسپکٹس کے حصول اور دیگر معلومات کے لئے درج ذیل پتے پر رجوع فرمائیں

ناظم شعبہ خط وکتابت کورسز

قرآن اکیڈمی، 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-5869501

atom bombs, prisons or bullets can stand against the force of ideas which conquer the hearts of men. Unless they refute the Marxist philosophy finally and completely, communism will persist in the world even if it has been defeated temporarily and will in due course of time recover its political and military power once lost to its enemies as we see it recovering today. The theory of this book will not only create a world-wide intellectual atmosphere in which communism will soon whither away of itself without any body having to fire a shot but also bring people of different beliefs and ideas closer together for the creation of a new, free, peaceful and prosperous world.

A remarkable feature of the book is that it has been written in a lucid style. The writer commands a facile pen and some times rises to miraculous heights of eloquence while putting forward his thesis. It is hoped that a study of this book will be found extremely rewarding by the reader.

The book was out of print since long. It has been reprinted now by Dr. Rafi-ud-Din Foundation in collaboration with Markazi Anjuman Khuddam-ul-Quran, Lahore.

S.D. Mahmud

Price:	Rs. 750/-
Special Discounted Price: (Libraries, Teachers and Whole Sellers)	Rs. 350/-

****

بقیہ: اداریہ

قیام پاکستان کے وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس مملکت خداداد میں سیکس ورکرز کا اجتماع ہوگا اور دھوم دھڑلے سے ہوگا، نہ حکومت اس پر کوئی گرفت کرے گی اور نہ عوامی سطح پر کوئی احتجاج ہوگا۔ پھر یہ کہ ہم دوست اور اتحادی ملک امریکہ کے ڈرون حملوں پر اتنا مودبانہ احتجاج کریں گے اور اس کے نتیجہ میں ہلاک ہونے والے مسلمانوں کی ہلاکت پر خوشیاں منائیں گے۔ اور ایسے ہی دوستوں کی حکم پر جہاد سے متعلقہ قرآنی آیات درسی نصاب سے کھرچ ڈالی جائیں گی۔ مساجد سے اُٹھنے والی آواز وعظ و نصیحت کی ہو یا تراویح میں قرآن پاک کی تلاوت کی، اُسے مسجد سے باہر لاؤڈ سپیکر پر سنا نہیں جاسکے گا جبکہ فحش گانوں کی کان پھاڑ دینے والی ریکارڈنگ پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ اسلامی شعائر خصوصاً داڑھی اور پردہ کی سرکاری سرپرستی میں تضحیک کی جائے گی۔ ہماری بدنصیبی کی انتہا یہ ہے کہ اس سب کچھ کے باوجود ہمارے سیاست کاروں بشمول سیاسی مذہبی رہنماؤں کے سب کی جدوجہد کا ہدف صرف اور صرف اقتدار ہے۔ اللہ ہم پر رحم کرے، ہمارے رہنماؤں کا حال یہ ہے کہ صدر مملکت کا عقیدہ ہے کہ وعدہ کوئی قرآن اور حدیث نہیں ہے۔
اناللہ وانا الیہ راجعون

قصہ مختصر اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہم بند گلی میں داخل ہو چکے ہیں لیکن مایوسی کفر ہے۔ ضرورت ہے واپس لوٹنے کی، قرآن کی طرف رجوع کرنے کی جو نسخہ کیمیا ہے اور اسی میں ہمارے تمام مسائل کا حل موجود ہے، جو ہمیں ماضی سے بھی آگاہ کرتا ہے اور مستقبل کے لیے رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ رمضان کا بابرکت مہینہ ہمیں دعوت فکر دیتا ہے کہ ہم غور کریں کہ ہماری ذلت و رسوائی کی اصل وجہ کیا ہے۔ ہم یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ہم نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا اسلامی ممالک میں سے صرف پاکستان ہی نے قرآن حکیم سے اعراض کیا ہے اور اسے پس پشت ڈالا ہے اور اس کے نتیجہ میں یہ اس حال کو پہنچا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ پاکستان واحد اسلامی ملک ہے جس کے قیام کا جواز اسلام بتایا گیا تھا۔ کسی اور ملک نے اپنے نام کا مطلب لا الہ الا اللہ نہیں بتایا تھا۔ علاوہ ازیں اگر دوسرے اسلامی ممالک نے بھی قرآن کو ترک کیا ہے تو کون سی دنیا میں عزت کمائی ہے۔ آج پوری دنیا میں ایک اسلامی ملک بھی ایسا نہیں ہے جو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا دعویٰ کرسکے اور وقت کی سپر پاور سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرسکے۔ امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر مسلمانوں کی بستیاں اجاڑ رہا ہے اور مسلمانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح کچل رہا ہے۔ اس کا ہاتھ صرف اور صرف ایک اسلامی فلاحی جمہوری ریاست روک سکتی ہے۔ ہر کلمہ گو کا اوّلین دینی فریضہ ہے کہ مذکورہ اسلامی ریاست کے لیے تن من دھن لگا دے۔ یہی حالات کا تقاضا ہے، یہی کرنے کا اصل کام ہے، یہی جہاد ہے۔ اور اِسی غرض کو پورا کرنے کے لیے اگر بات قتال تک پہنچے تو جان ہتھیلیوں پر رکھ کر نکلنا ہوگا۔ چندرہ سو سال قبل مدینہ کی چھوٹی سی بستی میں قائم ہونے والی پہلی اسلامی ریاست چند سالوں میں یورپ، ایشیا اور شمالی افریقہ تک پھیل گئی تو اُس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں نے قرآن کو اپنا امام بنا کر انفرادی اور اجتماعی زندگی کی راہیں متعین کیں تھیں اور آج اگر اسلام کے نام پر بننے والی دوسری ریاست پاکستان ناکامیوں اور محرومیوں سے دوچار ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے قرآن سے حقیقی اور عملی تعلق منقطع کر لیا ہے۔ ہم اگر رمضان کی برکات سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں قرآن کو اوڑھنا بچھونا بنانا ہوگا۔ اے کاش! رمضان میں جنم لینے والا پاکستان قرآن کا عملی عکس بن جائے۔

A BRIEF REVIEW ON

"IDEOLOGY OF THE FUTURE"

Mankind has made great strides in the realm of material sciences but so far it has unfortunately failed to understand the true nature of man, particularly the principles of human motivation. As a result, there has been complete confusion and disorder in the sciences of his activities better known as the human and social sciences threatening not only the total collapse of civilization but also the extinction of the human race itself. Top intellectuals of the world are unanimous in their opinion that the survival of the human race may not be possible unless man develops an understanding of his own nature.

The "Ideology of the Future" is a book that satisfies man's great and urgent need for a scientific theory of human nature. The author's thesis that the urge for ideals is the real, the ultimate and the sole dynamic power of all human activity, whether economical or otherwise, unravels the long standing mystery of the human being and along with it the mystery of the universe. It constitutes the central idea of the book and has to be recognized as a scientific truth, as it takes the shape of a complete and coherent philosophy of life, a unified explanation of the universe which correlates all the facts of existence. It derives support from the latest discoveries in the sphere of physics, biology and psychology, re-constructs the philosophies of politics, ethics, economics, history, law, education, psychology (individual and social) on a single basis and, therefore, takes the shape of an integrated and holistic science of man. One is amazed to see as one reads the book that the writer is able to quote a striking biological analogy in additional support for each of his significant conclusions in the field of psychology.

There is no doubt at all that the appearance of this book on the intellectual scene is a major land mark in the field of learning and marks the beginning of a new intellectual revolution as it constitutes one of the most important additions to contemporary thought in a sphere where it was needed most, and no philosophical work is so closely in accord with the core teachings of Islam as this book.

By far the strongest sections of the book are those dealing with the psychological theories of Mc Dougall on the one hand and of Freud, Adler and Marx, on the other. The author has exposed the fundamental flaws and weaknesses of these theories and has given what is no doubt their final refutation. His theory of the process of history is far clearer and far more convincing than the theories of Karl Marx, Spengler and Toyanbee.

As a refutation of Marxism it deserves the special attention of the "free nations" of the world who are worried by the political power of communism as a threat to their own existence. Communism is a philosophy and can be countered only by a philosophy. No amount of economical aid or political alliances, armaments or

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیرِ اہتمام

دینی و عصری علوم کی منفرد دانش گاہ

کُلّیۃ القُرآن (قرآن کالج)

(وفاق المدارس سے الحاق شدہ)

سرپرستِ اعلیٰ: ڈاکٹر اسرار احمد

علمِ دین اور فکرِ حاضر کے حسین امتزاج کی ایک منفرد کوشش

بورڈ/یونیورسٹی کی تعلیم کے ساتھ درسِ نظامی کا مکمل نصاب

قیام و طعام کی سہولت موجود ہے

خصوصیات

- ☆ تجربہ کار، اعلیٰ تعلیم یافتہ مدرسین
- ☆ قرآنی موضوعات پر خصوصی فکری و عملی رہنمائی
- ☆ تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام
- ☆ طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے بہترین مواقع
- ☆ علوم اسلامیہ کے ساتھ جدید علوم یعنی درس نظامی مع میٹرک، ایف اے، بی اے، ایم اے
- ☆ اسباق وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ کے نصاب کے مطابق
- ☆ خوبصورت عمارت اور کلاس رومز
- ☆ کمپیوٹر لیب ☆ بہترین اور مکمل لائبریری
- ☆ کانفرنس اور مذاکرہ ہال
- ☆ اسلامی اخلاقیات کی مکمل پابندی
- ☆ رہائش کے لیے بہترین ہوادار اور روشن کمرے
- ☆ خوراک حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق
- ☆ طلبہ کی تدریسی ضروریات پوری کرنے میں معاونت
- ☆ وقت کا مؤثر استعمال
- ☆ مواقع تفریح کی فراہمی

شرائط داخلہ

- ☆ دینی مدارس کے طلبہ درجہ اولیٰ کے لیے درجہ متوسطہ اور درجہ ثانیہ کے لیے درجہ اولیٰ پاس ہونا لازمی ہے۔ یا
- ☆ دیگر تعلیمی اداروں سے کم از کم مڈل
- ☆ اپنے علاقے کے عالم دین سے یا سابقہ مدرسہ سے تصدیق نامہ
- ☆ سرپرست کی طرف سے ضمانت نامہ
- ☆ ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی

مقامی و دیگر شہروں کے طلبہ کے لیے
درجہ اولیٰ اور ثانیہ (میٹرک)
میں نئے تعلیمی سال کے
داخلے جاری ہیں

معلومات داخلہ

- ☆ داخلے 10 شوال تک جاری رہیں گے
- ☆ 11 شوال کو ٹیسٹ/انٹرویو ہوگا، ان شاء اللہ
- ☆ 12 شوال سے نئے اسباق کا آغاز ہوگا، ان شاء اللہ
- ☆ تفصیلی معلومات کے لیے ناظم اعلیٰ کلیۃ القرآن/ناظم شعون الطلاب قرآن اکیڈمی لاہور سے رابطہ کریں!

دیگر شہروں میں رابطہ مراکز:

- کراچی: قرآن اکیڈمی، DM-55 درخشاں، خیابان راحت، فیز 6، ڈیفنس کراچی
  فون: 3-5340022(021)
- پشاور: 18-A ناصر مینشن، شعبہ بازار، ریلوے روڈ نمبر 2۔ فون: 2214495 (091)
- ملتان: قرآن اکیڈمی، 25 آفیسرز کالونی
  فون و فیکس: 6520451(061)
- فیصل آباد: انجمن خدام القرآن، قرآن اکیڈمی روڈ، سعید کالونی نمبر 2۔ فون: 8520869(041)
- اسلام آباد: 31/1 فیصل آباد ہاؤسنگ سکیم 1-8/4
  فون: 4434438(051)

برائے رابطہ

ناظم اعلیٰ کُلّیۃ القرآن (قرآن کالج)
191۔ اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35833637-35860024(042)

ذیلی دفتر: قرآن اکیڈمی
36-K ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 3-35869501(042)
فیکس: 35834000(042)، ای میل: irts@tanzeem.org